تذکرۂ شمیم سخن

یہ ایک گلدستہ پر بہار باغستان علم و فضل زنان شاعرۂ ہر ملک و دیار کا ہے
کہ جسکے روائح ہوشمندانہ سے دماغ استعداد سلیقہ شعاری
مستورات کا معنبر ہوتا ہے

جسکو

کمال حزم و فرزانگی سے بحفظ مراتب مستورات پردہ نشین و بے پردہ کے
کہ آجتک بہ نگہداشت ان مراتب کے کوئی ایسا تذکرہ فرحت انتما مدون نہین ہوا

ذی کمال با استعداد

مولوی عبدالحی صاحب متخلص بہ صفا رئیس بدایون وکیل عدالت دیوانی ہرتوئی

مرتب فرمایا

اور

بار دوم مقام لکھنؤ

مطبع نامی گرامی منشی نول کشور مین بخوش اسلوبی چھپا

سنہ ۱۸۹۱ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خداوند عالم اور نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا یا بیان کرنا طاقت انسان سے باہر ہی لہذا اس سے مجبور رہکر اضعف العباد محمد عبد الحی متخلص بہ صفا متوطن بدایون ابن شیخ فقیہ الدین احمد صاحب سلمہ اللہ الصمد عرض کرتا ہی کہ ہمارے ملک ہندوستان مین تعلیم مستورات جیسی چاہیے مروج نہین ہی باوجودیکہ یہ ایک ضروری امر ہی۔ فوائد علم ہر شخص پر ظاہر ہین یہ وہ دولت ہی کہ اسکو کسی وقت کسی حالت مین زوال نہین نہ چور اسکو چورا سکتا ہی نہ ظالم چھین سکتا ہی جسقدر اسکو صرف کیا جاوے اسی قدر اس سرمایہ کو ترقی ہوتی ہی۔

تعلیم مستورات واجبات سے ہی جہانتک خیال کیا جاتا ہی باعث جہالت نسوان صرف ہمارے ملک کے نامعقول وبے اصل خیالات کا اثر معلوم ہوتا ہی عورتون اور مردون مین دربارۂ تعلیم تفریق کرنا محض ایک بیہودہ ونا واجب خیال ہی جیسے بلحاظ حالات ملک مرد کو بیرونی انتظام حقیت وغیرہ کرنا پڑتا ہی عورتون کے ذمہ

خانگی اندرونی انتظام ہی اور اس انتظام مین بھی بہت تمیز درکار ہی عورتون کی بے علمی
موجب فساد و بربادی خاندان ہوتی ہی اگر مرد الیخانہ کسی غیر مقام کو چلا جاتا ہی تو عورت کو
افشاے راز خانگی غیر شخصون سے کرنا ہوتا ہی علاوہ اسکے بے علمی نے اُنکے خیالات کو
ایسا ناقص کر دیا ہی کہ جسکے مفصل بیان کرنے کو ایک بہت بڑا وقت درکار ہی۔
بھوت پلید جن پری کا ایسا اعتقاد اُنکے ذہن مین جا ہی کہ چھوٹی چھوٹی بیماریون
مین بھی کسی جن یا پری کا تصرف خیال کرتی ہین اور یہ نہین سمجھتین کہ اُنکی رسائی ذہن نے
کیا قصور پیدا کیا ہی ایک شئی بے اصل کو ہر جگہ موجود تصور کر کے اُسکی ماننا مین مصروف
ہوتی ہین بچہ خواہ از قسم ذکور ہو یا اناث جو اُنکے زیر اہتمام پرورش مین رہتا ہی وہ بھی
اُنھین کے خیالات کی پیروی کرتا ہی اور عموماً اُس مین تہذیب اثر نہین کرتی
کیونکہ وہ غیر مہذبون مین پرورش پاتا ہی
بچون کی طبیعت مثل چور کے ہوتی ہی وہ اپنے ہمنشین کے اطوار کو چپکے چپکے چرا
لیتا ہی سو مین وہ عورتین ایسی نظر آوینگی جو اپنے مسائل و طریقہ مذہبی سے واقف
ہونگی ور نہ وہ یہ بھی نہین سمجھتین کہ مذہب کیا چیز ہی اور کسکی پرستش کسطرح چاہیے
ہر چند منجانب گورنمنٹ انگلشیہ کوشش ہو رہی ہی کہ مستورات ہندوستانی
مین عموماً تعلیم مروج ہو مگر ہمارے ہندوستانی بھائی خدا جانے کیا سمجھکر اس ضروری
امر سے غافل رہتے ہین اور مطلق خیال نہین کرتے کہ اُنکی یہ غفلت کہانتک اُنکو مضرت پہونچا ئیگی
ہم کمال ادب سے اپنے ملکی خیر خواہون کو مطلع کرتے ہین کہ وہ اپنی کوشش و سعی
دربارہ تعلیم نسوان مبذول کرین اور اپنے ملک کی تباہ حالت کو سنبھالین ورنہ چند
روز مین یہانتک نوبت ہو جائیگی کہ پھر کوئی علاج مفید نہوگا۔
ہماری یہ راے قطعی ہی کہ عورتون کو اعلے درجہ کی مثل ذکور تعلیم دینی چاہیے
اور اس تعلیم مین اُنکو فرائض مذہبی و امور خانہ داری اور کسی ہنر مفید کی جانب بھی بالکل توجہ دلانا

ضروری ہی اُنکی تعلیم کے واسطے کتب مفید و مصلح اخلاق کا مدوّن ہونا چاہیے وہ کتابین جو مضامین عاشقانہ کسے پُر ہون اور مخرب عادات معلوم ہون اُنکو نہ دکھائی جاوین۔

کوئی قوم جب تک سوشیل اُمور مذہبی و ملکی سے بخوبی واقف نہو لے تب۔ تک مہذب نہین کہلا سکتی۔

اعلےٰ درجہ کی عورتین اگرچہ آپس کے برتاو کے طریق اور فرائض مذہبی اور رسوم ملکی سے واقف ہوتی ہین مگر غیر تعلیم یافتہ ہونے کے باعث اصلی مقاصد اُنسے سرانجام ہونا ایک کار دشوار معلوم ہوتا ہی۔

سب کامون سے حفظ صحت اور پرورش و تہذیب اطفال کا خیال رکھنا مقدم ہی الا نا تعلیم یافتہ عورتین قواعد حفظ صحت و پرورش و تہذیب اطفال سے انجان رہکر اپنی اور اپنے خاندان کی بربادی کا سبب ہوتی ہین۔

ظاہرا ہمکو تعلیم مستورات مین دو امر حائل و مانع معلوم ہوتے ہین اوّل یہ کہ ہندوستان مین یہ عام رواج ہی کہ صغر سنی مین عورت بیاہ دیجاتی ہی اور بعد شادی بموجب دستور ملک اُسکا پردہ مین رہنا واجبات سے ہی انتہا درجہ اُسکو پڑھنے کے واسطے ۹ برس کی عمر تک مہلت نصیب ہوتی ہی اور یہ مدت تعلیم دو سال ابتدا تعلیم سے شمار کیجاتی ہی بیاہ ہو جانے کے بعد پھر اُسکو کوئی موقع تعلیم کا نہین ملتا افلاس جو ہمارے ملک پر محیط ہو رہا ہی وہ آگے کی تعلیم کا سامان مہیا نہین ہونے دیتا دوم مدارس سرکاری مین جو بغرض تعلیم نسوان جاری ہین سواے جغرافیہ و تاریخ و حساب کے کوئی ہنر یا پیشہ ایسا نہین سکھایا جاتا جو عورتون کو اُنکی گذر اوقات مین مدد پہونچا سکے یہ امر تو ظاہر ہی کہ ہمارے ملک کی عورتین پردہ سے باہر نہین نکل سکتین پھر غور کیا جائے کہ وہ مجرد جغرافیہ و تاریخ پڑھکر کیا فائدہ پا سکتی ہین ہماری راے مین اگر عورت کو ۱۶ سال کی عمر تک تعلیم دیجاوے اور تعلیم علوم کے ساتھ

کوئی ہنر مفید سکھایا جاوے انتظام خانہ داری بتایا جاوے اور بعد ۱۶ سال کے شادی
کیجاوے تو ملک بہت جلد ترقی پا سکتا ہے خدا وہ دن ہمکو دکھائے کہ ہم اپنے ملک کو اپنی
قوم کو شایستہ و مہذب دیکھین اور عورتون کو حلیۂ علم سے آراستہ پائین جب ہم یہ تذکرہ
لکھتے تھے تو باوجود کوشش بسیار بہت کم عورتین باعصمت و عفت ذی علم شاعرہ نظر
آئین اور اکثر عورات بازاری کو شاعرہ پایا ہم عورات بازاری کے پڑھے لکھے ہونے
اپنے ملک مین تعلیم نسوان مروج ہونا خیال نہین کرتے۔ ہماری یہ غرض نہین ہے کہ عورات
پردہ نشین شعر گوئی کی جانب مائل ہون اور نہ ہم اس بات سے خوش ہین کہ عورات
مین عشقیہ خیالات پیدا ہون باغراض تذکرہ ہم صرف اُنکا کلام لکھتے ہین۔ البتہ اگر ہمکو
خوشی ہے تو اس بات کی ہے کہ بعض بعض عورتین موزون طبع ہین اور صاحب استعداد بھی ہین
ہمنے اس حصہ کو دو فصل پر منقسم کر دیا ہے فصل اول مین عورات بازاری کا ذکر ہے
فصل دوم مین عورت پردہ نشین و باعفت و عصمت کا تذکرہ لکھا ہے ہمکو شرم آئی کہ ہم
مثل دیگر تذکرہ نویسون کے عورات بازاری و پردہ نشین کو ایک ہی طرح پر بلا امتیاز
یاد کرین ہمنے اس حصہ مین اپنی اُس شرط کو کہ تذکرہ مین شعرا ذی حیات کا کلام ہوگا
اس لحاظ سے توڑ دیا کہ شاعرہ عورتین بہت کم دستیاب ہوئین ہمنے اس حصہ مین
حتی الوسع کسی عورت کے خال و خط کی تعریف نہین کی نہ ہمکو کسی کے حسن و جمال کی تعریف
کرنے سے مطلب تھا اب ہم تذکرہ شروع کرتے ہین اور خدا سے دعا مانگتے ہین کہ
یا اللہ تو ہماری زبان کو ہمارے ذہنون کی رسائی کو ترقی دے ہمارے ملک کے مرد
اور عورتون مین تہذیب کا رنگ جما خیالات ناقصہ کو دور کر اور ہمارے اس تذکرہ کو حساد کی نظر سے بچا

فصل اول در ذکر عورات بازاری

اچپل تخلص ہینگن جان طوائف۔

ہے طپش اُسکے جی کو آج غم بہت ہی یہان	شادی وہان رچائی ہے ماتم بہت ہی یہان

ادا تخلص امیر بیگم عرف چھوٹی لکھنوی شاگرد مرزا عباس علی لکھنوی

ہو گئی آسان مشکل دیکھنے وہ آئے جب — دوست دشمن کوئی بھی ٹھہرا نہیں مشکل کے پاس

مدتوں صدمے جدائی کے اٹھائے ای ادا — جان دینا ہی تو دیدو جا کے اس قاتل کے پاس

امراؤ تخلص امراؤ جان طوائف لکھنوی۔

نقاہت کو مری ناطاقتی مجبور رلاتی ہے — ہنساتا ہے ضعیفی کو مرا عالم جوانی کا

یہ دل جب سے کہ خلوتخانہ اس آئینہ رو کا ہے — ملا ہے دیدۂ حیران کو عہدہ پاسبانی کا

امراؤ تخلص امراؤ جان بنت امیر جان طوائف ساکن دہلی علی بخش والی مشہور ہے

آئے امراؤ تیرے دن اچھے — دن بدن مفلسی جو گھٹتی ہے

امیر تخلص امیر جان طوائف دہلی ماں امراؤ جان مذکور الصدر کی ہے

غصہ سے چہرہ امیر اگل نار ہو گیا — بس بار مجکو طعنۂ اغیار ہو گیا

امیر تخلص امیر بخش طوائف باشندہ دیورنیہ واقع بنگال۔

کھل گیا راز نہان پیتے ہی اک ساغر عشق — اب شرف لیلئے غافل ترے ہشیار دل ہیں

عرصۂ محشر میں اسکا قرب بھی مل جائیگا — اپنی جا ہم ڈھونڈھ لینگے صاحب محفل کے پاس

امیر تخلص امیر بیگم طوائف ساکنہ لکھنؤ عمدہ رقاصہ و مطربہ مشہورۂ آفاق ہے

جدھر کے دیکھنے سے جان زار جاتی ہے — اسی طرف کو نظر بار بار جاتی ہے

یہ بغض تھا کہ نہ چھوڑا تمھارے کوچے میں — صبا لیے مرا مشت غبار جاتی ہے

یہ محو دید رخ گل ہے بلبل شیدا — نہیں خبر کہ چمن سے بہار جاتی ہے

بستی تخلص بستی بیگم رقاصۂ اکبر آبادی۔

بستی ضرور چاہیے اسباب ظاہری — دنیا کے لوگ دیکھنے والے ہوا کے ہیں

بنو تخلص بنو نام رنڈی خانگی دہلوی گلاب سنگھ آشفتہ کی معشوقہ تھی آشفتہ اسکی مفارقت میں اپنا گلا کاٹ کر مر گیا یہ بھی بعد مرگ اسکے کسی سے ملتفت نہوئی اور چھ مہینے بعد

بعارضۂ تپ محرقہ فوت ہوئی —

چھوڑ کر مجھکو کہان اے بتِ گمراہ چلا
تو چلا گیا کہ یہ دل بھی ترے ہمراہ چلا

چھٹ گیا غم سے مرا کشتۂ ابرو مر کر
اک چھری میرے گلے پر بھی مری آہ چلا

موت پر بس نہین چلتا ہی کہ مر دن گیا ورنہ
تو نہین ہی تو نہین زیست دوبارا مجھکو

اب کسے چین کہان عیش کدھر بستر خواب
نہین مخمل بھی کم از بستر خارا جسکو

نعش آشفتہ کو بیرحمون نے پھونکا آگ سے
آتش غم بھی جوانا مرگ کی کچھ کم نہ تھی

پری تخلص بی بی میرو عرف بی بی بچو ساکنہ کلکتہ بہو دن خوش خلق و خوش جمال ہی انگریزی اردو و فارسی اچھی جانتی ہی اور کسی قدر عربی مین بھی مہارت رکھتی ہی

سنکے میرا غصہ ہم سے کہتا ہی وہ شوخ
ہم نہ سمجھے کچھ کہ اس قصہ کا حاصل کیا ہو

اب کسی کے پانون مین ایسے گھنگرو پڑینگے نہین
بعد میرے ناز و انداز سلاسل کیا ہو

ہم ہین اور آپ ہین خلوت ہی کوئی غیر نہین
کیا عجب چین سے ہو جائے بسر وصل کی رات

پری تخلص مسماۃ پری جان عرف بچن طوائف ساکنہ اکبرآباد شاگرد منشی فدا حسین امیر

گیسوِ پیچیدۂ جانان کے حضور
پیچ کی لیتا ہی تو سنبل عبث

سلسلہ جنبیہ کا اچھا نہین
ہی خیال گیسو و سنبل عبث

پکھراج تخلص پکھراج بیگم طوائف ساکنہ اکبرآباد دانا وہ مین رہتی ہی طبیعت بہت اچھی پائی ہی کلام صاف و عمدہ ہوتا ہی

ہم ہی ہر طرح ٹھہرتے ہین خطاوار انکے
جب بگڑتی ہی کوئی بات بنا دیتے ہین

خواب مین سیر کیا کرتی ہین آنکھین انکی
آپ سوتے ہین تو جادو کو جگا دیتے ہین

ساتھ لیجاتے غم یار نہ کیونکر بس مرگ
پا لیسے بے زادِ سفر قصدِ عدم کیا کرتے

بار اٹھ سکتا نہین مو سے کمر کا یارب
آپ شمشیرِ گران زیب کمر کیا کرتے

یہ ملاحت رخِ دلکش کی کہان سے لاتے
ہمسری تجھسے بھلا شمس و قمر کیا کرتے

ساتھ ہم لیگئے سرمایہ عدم کو اپنا / درد دل دیتے کیسے سوز جگر کیا کرتے

جدا نہ غم سے رہا زیر آسمان کوئی / بچا نہ ہاتھ سے اس پیر کے جوان کوئی

دنیا مین مثل خواب ہماری حیات ہے / کیونکر خیال یار نہ پیش نظر رہے

تاریکی عمل سے کیا گور مین مقام / منزل مین شب ہوئی تو سرا مین اتر رہے

بیکھراج بعد مرگ بھی غم ساتھ لیچلو / بستر ہی پاس اپنے جو زاد سفر رہے

پیاری تخلص پیاری جان ساکنہ دادھوان رنگ محل متعلقہ گجرات۔

کچھ نہ پوچھو اشتیاق وقت نزع / دو قدم جاتی ہے پھر آتی ہے روح

تسلی تخلص مناجان باشندہ کرنال۔

اے تسلی ترا دل چھین لیا ہے کسنے / ہاتھ سینہ پہ دھرے گور مین کیون جاتی ہے

جان تخلص صاحب جان فرخ آباد کی رہنے والی طوائف ہے دہلی مین بھی کچھ روزون رہی ہے

حال جانبازی کا مین کس سے کہون / جس سے کہتی ہون وہ ہی ہنستا ہے

جان و دل بیچتے ہین ہم اپنا / ایک بوسہ پہ لیلو سستا ہے

جعفری تخلص مسماۃ جعفری طوائف ساکنہ لکھنو شاگرد منشی فدا حسین فضا بالفعل کلکتہ مین مقیم ہے

منھ کو آجائے کلیجہ ضبط کی طاقت نہو / اگر ہمارا دل رہے دم بھر کسیکے دل کے پاس

چندا طوائف باشندۂ دکن عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی کے عہد مین تھی میر محمد خان ایمان سے مشورۂ سخن رکھتی تیر اندازی و نیزہ بازی مین مثل مردون کے مہارت کامل رکھتی اور شعرا کی قدر کرتی تھی کئی سو سپاہی اور چند شاعر اسکے نوکر تھے عورتون مین سب سے پہلے اردو مین اسی عورت نے اپنا دیوان جمع کیا تھا مگر افسوس کہ وہ دیوان آج کل نہین ملتا چند تذکرون مین دو ہی شعر اسکے نظر آئے ہین وہی لکھتا ہون طبقات الشعرا سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۱۹۹ھ مین اسنے اپنا دیوان کسی انگریز کے نذر کیا تھا جو کتبخانہ سرکاری انڈیا لندن مین موجود ہے

اخلاق سے تو اپنے واقف جہان ہوگا — پر آپ کو غلط کچھ اب تک گمان ہوگا
اک لخت پارہ پارہ کر ڈالون آئینہ کو — پر کیا کرون کہ تیرا منھ درمیان ہوگا

چھوٹی تخلص مسماۃ چھوٹی طوائف لکھنوی دربار مہاراجۂ الور مین ملازم ہے۔

یار میرے ہاتھ آیا اسقدر چالاک ہے — جسکی چالاکی کے آگے برق بھی غمناک ہے

حجاب تخلص منی بائی عرف منجھلی طوائف ساکنہ کلکتہ محلہ کولوٹولہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ ارشد تلمیذ مولوی عبد الغفور خان نساخ کم عمر صاحب طبع سلیم ہے تہذیب و اخلاق مین انتخاب علوم مروجہ سے ماہر ہے فن موسیقی اچھا جانتی ہے شعرگوئی کی جانب طبیعت زیادہ مائل ہے ریاست رام پور مین بھی آئی تھی۔

عدو کے کہنے سے مجھکو ذلیل وخوار کیا — سزا یہ اسکی ہے مین نے جو تمکو پیار کیا
کہونگا داور محشر کے آگے حشر مین بھی — کہ عمر بھر اسی کافر کو مین نے پیار کیا
ہم اوس پیچ مین آتے ہین اُنکی باتون کے — اُنھون نے وعدہ کیا ہمنے اعتبار کیا
بتا تو چرخ بھلا اس سے تجھکو کیا حاصل — کسی کا شیوۂ ذاتی جو اختیار کیا
مزا یہی ہے کہ طرفین سے ہو بیچینی — مرے تڑپنے نے اُنکو بھی بیقرار کیا
ایک دم بھی کسی کروٹ نہین ملتا آرام — ہائے بیچین ہین ہم درد جگر سے کیا کیا
اُنسے کہدو کہ ہمین تمسے یہ امید نہ تھی — وعدہ ہمسے ہو رہو غیر کے گھر چلکی رات
حال حجاب قابل شرح وبیان نہین — آنسو نہ ٹپکے سنکے یہ وہ داستان نہین
وہ اور میرے گھر مین چلے آئین خود بخود — سر پر مرے حجاب مگر آسمان نہین
رقیب نے اُسے رسوا کیا سر محفل — غضب تو یہ ہے کہ اسپر بھی شرمسار نہین
گلستان مین آج پھر سیر یار آنے کو ہے — مژدہ باد اے بلبلو فصل بہار آنے کو ہے
دھوم ہے گھر مین ہمارے یار آتا ہے حجاب — پھر استقبال لب پر جان زار آنے کو ہے
کیا تماشا ہے کہ لیکر آئینہ کو ہاتھ مین — دیکھکر زلفین وہ اپنی آپ بل کھانے لگے

پھر تصور کاکل جانان کا مجکو آگیا	سینۂ مجروح پہ پھر دو سانپ لہرانے لگے
شوخ ہو بیباک ہو سفاک ہو چالاک ہو	کیون شب خلوت مین مجھسے آپ شرمانے لگے

حجاب تخلص بنی جان طوائف باشندہ نانپور ضلع میرٹھ بنارس مین رہتی تھی۔

نکلے نہ کیونکر بھلا منھ سے صدا واہ وا	نام خدا ای صنم تیری ادا واہ وا

حسن تخلص گنا جان طوائف ساکنۂ دربھنگہ واقع بنگال ہے یہی تخلص کرتی ہے

الٰہی کیا ہوئے وہ میرے داغ آرزو	کچھ اندھیرا سا نظر آتا ہے مجکو دل کے پاس
قاصد لیلی بنا تھا نجد مین شور جرس	قیس آیا بے طلب کب پردۂ محمل کے پاس

حسن تخلص وزیر جان بنت گوہر جان طوائف ساکنۂ پاٹا نالہ واقع لکھنؤ

نالۂ سوزان جو کھینچے رو کے مین ہجر مین	رشک سے بجلی جلی شرمندہ ابر تر ہوا
وہ مریض غم ہون مین جسکو دوا آئے نہ راس	سر پہ جب صندل لگایا اور درد سر ہوا

حسین تخلص مسماۃ اصغری جان طوائف باشندہ جی پور مقیم آگرہ۔

جسوقت تک وہ بزم مین پیش نظر رہے	ہم اپنا دونون ہاتھون سے تھامے جگر رہے
صحرا نوردیون کا بہانہ تو خوب ہے	اچھا ہی سر مین زلف کا سودا اگر رہے
جلّاد تیغ ناز کو جسدم علم کرے	شرط نیاز یہ ہی کہ قدمون پہ سر رہے

حشمت تخلص مہر جان طوائف ساکنۂ چہار گنج مضافات دہلی شاگرد منشی سید احمد نگہت دہلوی

منہ کہین پھرتا ہی ای قاتل تیری تلوار کا	خون پہ چاٹے ہی تب تک بیگنہ دو چار کا
لامکان تک جا چکی ہی بارہا آہ رسا	پھاندنا مشکل نہین کچھ آپکی دیوار کا
مین وہ صابر ہون کیا مین نے نہ شکوہ آج تک	چرخ کے ہاتھون سے کیا کیا کچھ نہ مجپر ہو گیا
لیگیا پیغام اپنا بنکے قاصد یار تک	مرغ دل ہی بارہا اپنا کبوتر ہو گیا

حنا تخلص محمدی جان شاگرد سید الطاف حسین رشید ساکن مرزاپور

جو کٹا مین عاشق ابرو تو تیغ قاتل کی	ہلال بنکے لپٹنے لگی گریبان سے

لڑی ہیں اشک کے قطروں سے اسلیے آنکھیں	گہر نکال لے کوئی نہ جیب داماں سے
جلو میں لاش کے قاتل بھی ہے پیادہ پا	کٹا کے سر کو چلے ہیں ہزار ساماں سے

حور تخلص منا جان نامے طوائف لکھنؤ شاگرد محمد رضا متخلص بہ طور باشندۂ لکھنؤ

جو منا پانوں میں سونے کا توڑا اے پری تو	مسلسل پائے دیوانہ ہوا زنجیر آہن سے
پری کی جیسے جسے ہمنے اسکے ساتھ نیکی کی	ہماری خو یہ ہے ہم دوستی کرتے ہیں دشمن سے

حور تخلص نور جان طوائف ساکنہ لکھنؤ بالفعل کلکتہ میں رہتی ہے

بعد میرے رحم آیا بھی تو کیا اے بیوفا	میں نے مانا قبر پر آئے تو کیا حاصل ہوا

حیا تخلص چھوٹی طوائف شاگرد سید الطاف حسین شیدا مرزا پوری۔

ہوا ہے ابر کا دم بند چشم گریاں سے	جلی ہے برق بھی کیا کیا نہ آہ سوزاں سے
حیا سے رات کے پردہ میں منھ چھپا بیٹھے	مقابلہ کو کسے وہ جو ماہ تاباں سے

خورشید تخلص خورشید جان طوائف ساکنہ [illegible] مقیم کلکتہ شاگرد حافظ احمد امین [illegible] پوری

اس بت کم سن کی شوخی بھی ادا کم نہیں	لیکے دل کو پوچھتا ہے کیوں ترا دل کیا ہوا
خون تو میرا گریباں گیر ہے اے بیخودی	چھٹ گیا گر ہاتھ سے داماں قاتل کیا ہوا
ہم تڑپتے ہیں تو ہنس ہنس کے یہ فرماتے ہیں	کیا ہوا تھا یہ ترا درد جگر وصل کی رات

دلبر تخلص چھوٹی بیگم طوائف حیدرآبادی۔

ہر روز جو تم روٹھ کے تیوری ہو بدلتے	بیجا تو نہیں ناز اٹھانا نہیں آتا
ہے چوکھٹ آپکی اور سر ہمارا	قیامت تک یہیں ٹکرائینگے ہم

زہرہ تخلص نصیبن نامے گاین دربار شاہ دہلی مخاطب بہ خطاب زہرہ تھی۔

بوسہ دینگے نہ وہ تجھے زہرہ	منہ لگاتا ہے کون سائل کو
دل کہے میں ہو تو کاہیکو کوئی بیتاب ہو	ساغر خون کسلیے یہ دیدۂ پرآب ہو
باغ ہو آب رواں ہو اور شب مہتاب ہو	ساقی مہوش ہو مے ہو جلسۂ احباب ہو

زہرہ تخلص منی بائی طوائف وطن اسکا کشمیر مولد و مسکن کلکتہ ہی مولوی عبدالغفور خان نساخ سے مشورۂ سخن رکھتی ہی اب منہیات شرعیہ سے تائب ہو کر گوشہ نشینی قبول کی ہی جزاہ اللہ۔

دل ہمارا درد کا پتلا بنا اے برہمن	ہی تصور دمبدم جو اُس بت بے پیر کا
کیا کسی مہوش کا زہرہ اسکو بھی ہی انتظار	دیدۂ عاشق کی صورت ہی جو ہیدا آئینہ
روتے ہین سر ٹیکتے ہین زندگی اک عذاب ہی	جب نہ ملے وہ جان جان کیون نہو دلکو بیکلی

زہرہ تخلص کوئی طوائف انبالہ کی رہنے والی ہی نام معلوم نہین ہوا چند شعر اُسکے تذکرہ چمن انداز مرتبہ و مولفہ منشی درگا پرشاد نادر دہلوی سے انتخاب کرکے لکھے جاتے ہین

ہے یہ تمھارا جان نثار اب مر چلا	دیکھنے جاؤ خدا کے واسطے
غیر سے ملکر نہ چار آنکھین کرو	کچھ تو شرماؤ خدا کے واسطے

زہرہ تخلص مسماۃ لطیفن طوائف ساکنہ کرنال شاگرد مولوی ظہور علی ظہور دہلوی فارسی مع قواعد جانتی تھی اور زبان فارسی مین بہ فصاحت گفتگو کرتی تھی۔

دو پر تو کیا تھے ہوتے اگر دو ہزار پر	پروانہ کرتا شمع یہ سارے نثار پر
پاس ممسک کے دھرا ہی کیسہ زر اسطرح	جسطرح پتھر دھرا ہو کوئی پتھر کے پاس

زہرہ تخلص امراؤ جان عرف چھٹن طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس لکھنوی نوعمر طبیعت دار عورت ہی بازار چوک لکھنؤ مین رہتی ہی سنا ہی ایک مختصر دیوان بھی جمع کیا ہی شعر گوئی کا شوق زیادہ ہی۔

اپنی اپنی ہر ایک کہتا ہی	کوئی میرا نہ مدعا سمجھا
ہاے بے فائدہ خراب ہوا	عشق کی مین نہ انتہا سمجھا
ہوتا نہین کچھ کام بھی اُس پردہ نشین سے	آیا نہین جاتا تو بلایا نہین جاتا۔
کچھ آج عجب حال ہی سینہ مین جگر کا	ساماں اب اچھا ہمین پایا نہین جاتا

امتحان ہی اگر مرا منظور — آسیئے آزمائیے دل کو
نہو کی شہر و دشت مین تسکین — اب کہان لیکے جائیے دل کو

کرو جون سے سیر سے تم ہاتھ رنگین — یہ مہندی ہی صاحب لگانے کے قابل
رہے عمر بھر قید کنج قفس مین — کہان بال و پر ہم ہلانے کے قابل
رقیب سیہ رو کو نامہ نہ لکھو — وہ حرف غلط ہی مٹانے کے قابل
عبث وصل جانان کے بھوکے ہین عاشق — غم و رنج فرقت ہی کھانے کے قابل

زیب تخلص بیگمن طوائف ساکنہ لکھنو مقیم کلکتہ شاگرد میر اصغر علی اصغر

کیا کہون چپ چپ ہین سب شہر خموشان کے مقیم — کوئی بتلاتا نہین منزل بہ منزل کیا ہوا
ہم نہین ناواقف نہ ہمسے اٹھ سکی سختی ہجر — تجربہ کارون سے پوچھو وقت مشکل کیا ہوا
اجل جو حسرت بوس و کنار مین آئی — چمٹ کے لاش کو قاتل سے منسوب پیار کیا
جنون کے ہاتھ سے دامن بچاکے رکھا تھا — لپٹ کے دشت مین کانٹون نے تار تار کیا

زینت تخلص زینت بیگم شاہد بازاری دہلی مرزا ابراہیم بیگ مقتول کی محبوبہ تھی اور پھر اداے اپنے طرارے دہلی سے لکھنو چلی گئی بعض تذکرہ نویسون نے اسکا تخلص نازک بھی لکھا ہی

شب مہتاب مین تا صبح زینت — خیال یار ہی اور ہم ہین
ہی نالہ و زاری کا مرے شور فلک پر — پر وہ بت مغرور کوئی کان دھرے ہی

ستم تخلص بیگا طوائف ساکنہ بنارس مقیم عظیم آباد پٹنہ۔

کشتنی کون ہی اے دل نگہ یار مین آج — تیغ سنتا ہون کہ ہی دست ستمگار مین آج
ضعف کہتا ہی قدم یان سے نہ آگے رکھنا — شوق کہتا ہی کہ رہ کوچۂ دلدار مین آج

سردار تخلص سردار بیگم متوطن لکھنو مقیم اٹاوہ وہ شریف خاندان کی عورت تھی بیوہ ہوگئی تو پیشہ رقص و سرود اختیار کرلیا اب نامی طوائفون مین گنی جاتی ہی علانیہ فسق و فجور مین مبتلا ہی نعوذ باللہ منہا۔ افسوس ہمارے ملک مین بیوہ کا عقد ثانی معیوب

سمجھا جاتا ہی باوجودیکہ اہل اسلام مین شرعًا اور اہل ہنود مین بھی نکاح ثانی بیوہ کا جائز ہی مگر ہمارے ملک کے نادان و کج فہم بیوہ کا نکاح ثانی ناجائز سمجھتے ہین اور اس امر مطلق خیال نہین کرتے کہ انکے بیوہ رہنے سے کیا کیا خراب نتیجے پیدا ہوتے ہین اور اُن نتائج ناقصہ کا اثر کہانتک پہونچتا ہی کیا خوب ہو جو یہ مذموم رسم ہمارے ملک سے ناپید ہو ہرچند دل چاہتا ہی کہ اس بحث خاص کی نسبت کچھ زیادہ تحریر کرون مگر پھر یہ خیال آتا ہی کہ یہ تو تذکرہ شعرا ہی اس مضمون کو ملتوی رکھون اور کسی مقام پر اسکا اعادہ کرون الغرض خیال آخر الذکر غالب رہا اب اس بحث کو یہان ہی ناتمام رکھکر سردار کے اشعار سناتا ہون یہ شاعرہ ناخواندہ ہی

لگایا گل سے جو دل کو تو نے سمجھ یہ دل مین تو اپنے بلبل	ہین چند روزہ بہار کے دن یہ گل تو روز خزان ہو نگا
آتی نہین ہی نیند شب ہجر مین مجھے	ہی کوئی ایسا اُس سے مرا پھیر لائے دل
فریاد کر رہا ہون مین گھڑیال کیطرح	یارب وہ خود جلے جو ہمارا جلائے دل
نہ لگی پھر آنکھ سحر تلک مجھے یاد اپنی لا گئے	مرے پاس سے وہ چلے گئے مرے دل کو لیکے ہو گئے

ہمتو عاشق اُسی کے ہو بیٹھے	دل سے صبر و قرار کھو بیٹھے
صورت اُسکی نظر نہ آئیگی	دل ہی دل مین کڑھا کرو ہو بیٹھے

شباب تخلص مسماۃ حسین باندی طوائف ہمشیرۂ خرد محمدی جان جناب شاگرد سید الطاف حسین رشید ساکن مرزاپور۔

اللہ رے اشتیاق کسی کا لیس فنا	آنکھین کھلی ہین دیدۂ بیدار کیطرح
تیور اُدھر چڑھے تو ادھر ہم فنا ہوئے	نازک مزاج ہم بھی ہین سرکار کیطرح

شباب تخلص محمدی جان طوائف باشندۂ کلکتہ شاگرد منشی عبد الرحیم ابد نازک طبع و صاحب طبع سلیم عورت ہی۔

آج اُسکی دلربائی نے دیا مجکو فریب	ہوگیا ہی بیخودی مین محو ای دل کیا ہوا
ہوگئی ہی زندگی آخر کناہون مین مری	ہاتھ خالی ہی مرا زادِ سفر کچھ بھی نہین۔

انکی باتون مین خدا کے لیے آنا نہ شباب
یہ حسینان جہان کس سے وفا کرتے ہین

حسن میں دل مین رہین خواب مین ہو وہ دم صبح
یا خدا مین اُسے بیدار کرون یا نہ کرون

بولے شوخی سے دکھا کر مجھے زلفین اپنی
اسمین مین تجکو گرفتار کرون یا نہ کرون

سر سے پا تک کہ جو ہو نور کے سانچے مین ڈھلا
ای شباب اسکو بھلا پیار کرون یا نہ کرون

عشق مین جان کے دشمن کو مسیحا سمجھے
اور پھر دل مین سمجھتے ہین ہم اچھا سمجھے

بھیجدے گر ملک الموت کو بالین پہ کوئی
تیرا بیمار اُسے رشک مسیحا سمجھے

کچھ رحم کرتی ہی شب فرقت مین تیری یاد
کچھ مہربان ہجر مین تیرا خیال ہی

ہنسکر رلا دیا کبھی رو کر ہنسا دیا
ای فتنہ ساز دونون مین تجکو کمال ہی

شرارت تخلص امیر جان بنت چھوٹے خان کنچن باشندۂ دہلی میان امیر خان منیر اکبرآبادی کے فیض تلمذ سے سلیقۂ شاعری بہم پہونچایا ہی گاتی و ناچتی خوب ہی متھرا و آگرہ و ٹونک وغیرہ کی بھی سیر کی ہی۔

ایسی مجبور رات مشکل فرقت قاتل نے کی
ساتھ میرے صبح مر مر کر مری مشکل نے کی

آرزو ہے بوسہ گر دل مین کسی سائل نے کی
ہو گئی تدبیر دہ پردہ لب اُسکے سلنے کی

سیکڑون منزل عدم سے آگے وحشت لیگئی
خاک اب عنقا کریگا فکر میرے ملنے کی

دور تھی لیکن ہمارے ضعف پر کچھ رحم کر
پیشوائی سیکڑون منزل مری منزل نے کی

بس نہین چلتا ہی یارب کیا کرین ناچار ہین
جو نہ کرنی تھی ہمارے ساتھ وہ اُس دل نے کی

ایسے دریاے بلا مین غرق ہی کشتی مری
توبہ جسکے نام سے ای ناخدا ساحل نے کی

اسکو تم جوہر نہ سمجھو اپنے رہنے کے لیے
تیغ قاتل مین جگہ خون رگ بسمل نے کی

گرمی سوز جگر سے ہو گیا ہون جل کے خاک
یہ شرارت آتشین رخسار سے قاتل نے کی

شرفن تخلص اور نام ایک کانپوری رقاصہ کا ہی۔

یاد رکھنا خود بخود طبقہ الست دیگا دہین
کوچۂ سفاک مین جیسا اگر بسمل گیا

ڈھونڈھتا ہون کب سے دل کو کچھ پتا لگتا نہین — اشک کے ریلے مین شاید دل بھی اپنا رل گیا

شرم تخلص امامی جان طوائف ساکنہ چوک لکھنؤ زیر اکبری دروازہ

جو خوش ہوئے تو بغیر التجا ہی وعدہ وصل — جو ضد پہ آئے تو پھر کیا ہزار بار نہین

اثر خاک لحد یہ ہی کہ چھو جائے سے — مرض ہجر کے بیمار شفا پاتے ہین

شرم تخلص چھوٹی طوائف ساکنہ لکھنؤ کلکتہ بھی ہو آئی ہے

مردے زندہ ہو گئے پازیب کی جھنکار سے — سر قدم پر چشم بر پا ہی تری رفتار سے

یہ کس رشک مہ کا نظارہ ہوا ہے — کہ خورشید آنکھون کا تارا ہوا ہے

ملے غیر سے یار آنکھون کے آگے — مرے جان یہ کسکو گوارا ہوا ہے

شریر تخلص جگن طوائف بنت بندالطوائف ساکنہ محلہ سیر ضلع ایٹہ بالفعل علیگڈہ مین رہتی ہے اور مرزا امیر بیگ متخلص بہ میرزا دہلوی سے اصلاح سخن حاصل کرتی ہے

شریر ایسا کچھ افسون پڑھ کہ شوخی قید ہو جائے — نظر آلان حرم سے آہو کے چشم یار مین آئے

شوخ تخلص مولا جان طوائف کانپوری مقیم کلکتہ شاگرد منشی عبدالرحیم ابد شعر خوب کہتی و پڑھتی ہے

عشق مجھے آیا تو گھبرا کر یہ کہتا ہے وہ شوخ — میرے عاشق ہو کے شیدا میر کے بسمل کیا ہوا

کسکی حیرت کا تصور بندہ گیا — آج کیون چپ صورت تصویر ہو

کہتے ہین ملنا تو کچھ مشکل نہین — مان تمھاری آہ مین تاثیر ہو

بے بلائے وہ چلے آئین یہان — دوستو ایسی کوئی تدبیر ہو

فاتحہ پڑھنے مین غیرون کے دکھلانے کے لیے — ہاے کس ناز سے ٹھکراتے ہین تربت میری

دل ہی شئی کیا کہ یون مفت دیے دیتا ہون — ہون تو نا چیز مگر دیکھیے ہمت میری

شوق تخلص کریم بخش طوائف ساکنہ موضع مرتضے پور ضلع امراوتی واقع دکن شاگرد منشی بسم اللہ خان بسمل

فرقت یار صنم مین اسقدر روتا رہا
اشک چشم تر سے بہکر سیل دریا ہو گیا

شیرین تخلص شیرین جان طوائف ساکنہ لکھنؤ مقیم کلکتہ

دیر سے ہم سر جھکائے مستعد ہین تیغ کے
دست و بازو کو ترے اے شوخ قاتل کیا ہوا

رات باقی ہے ٹھہر جا ابھی جلدی کیا ہے
دل شیدا مجھے بیتاب نکر وصل کی رات

شیرین تخلص سیگا نام طوائف باشندہ لکھنؤ پہلے میر مہدی شیر سے اصلاح سخن حاصل کی بعدہ شیخ امداد علی بحر لکھنوی کے فیض تلمذ سے مستفیض ہوکر صاحب دیوان ہوئی

اسنے جب مسی لگائی اور جوبن ہو گیا
برگ گل اعجاز لب سے برگ سوسن ہو گیا

تخت دل آئے شاخ مژگان پہ
نخل الفت کا یہ ثمر دیکھا

دہن یار کا بوسہ نہین ملتا دل کو
چشمہ آب بقا پہ ہے سکندر بیتاب

ہوئی ہے ہمین زلف و ابرو کی الفت
مقدر مین تھی سانپ بچھو کی الفت

چمکتے ہین گیسو پہ افشان کے ذرے
ہوئی شاخ سنبل کو جگنو کی الفت

کیونکر رہین حواس جو قابو سے جا دل
ای کاش موت آئے کسی پر نہ آئے دل

باتین وہ دلفریب ادائین وہ دلربا
ایسے پری خصال پہ کیونکر نہ آئے دل

کیونکر اسے نکال کے سینے سے پھینک دین
زلفون مین پھر کسی کی نہ جاکر پھنسا مرے دل

الفت بھی چاہیے تو ذرا دیکھ بھال کے
ہر شعلہ رو کو چاہیے تو جلتے ہین جا کے دل

بے مہر و بے مروت و ناآشنا ہو تم
تمسے خدا نخواستہ کوئی لگائے دل

خدا جانے کیا دل مین ہے بدگمانی
مرے ہاتھ کا پان کھاتے نہین ہو

شیدا تخلص شیر مہری وحیدن نام کے لکھنؤ کی رہنے والی ہین شعر کہتی ہین رقص و سرود مین کمال رکھتی ہین

فصل گل آئی ہے دست جنون لپٹا ہے
تنگ ہے دامن ہی سلامت ہے گریبان ہے ابھی

تیری صورت پہ نظر ہو مرے قالب مین ہے دم
تیری الفت مین مرے دل مین مرا ایمان رہے

صاحب تخلص اللہ رکھی نام ایک طوائف پورب کی رہنے والی قبولہ ازبلدہ

۱۸۵۷ء بیمار ہوکر دہلی مین پہونچی حکیم مومن خان مومن دہلوی سے خواستگار معالجہ ہوئی حکیم صاحب اُسکے دیکھتے ہی خود مریض عشق ہوگئے اور محبوبہ کے شربت وصال سے سیر ہوے بعد ایک سال یہ دلربا لکھنؤ چلی گئی گاہ گاہ شعر بھی کہتی تھی اور اپنے طالب کے فیض تلمذ سے بہرہ ور تھی۔

کنہ گیا صنم کے زنار سے مین زاہد
جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا

کھولے ہین آسنے پیرہن یوسفی کے بند
طی کرکے نسیم سے کہد و قبائے گل

نظر ہی جانب اغیار دیکھیے کیا ہو
پھری ہی کچھ نظر یار دیکھیے کیا ہو

صنم تخلص درگا نامے طوائف ساکنہ اکبرآباد درگا بائی مشہور ہی اور شاہدان بازاری آگرہ مین متمول و خلیق شمار ہوتی ہی۔

چھپایا گر رخ پر نور اپنا
جیئے گا طالب دیدار کیونکر

صنم تخلص فہیمن طوائف پنجابی مقیم کلکتہ شاگرد غلام بھیک خان۔

چھپا گلین یاسکی کرتی ہین قیامت برپا
سیکڑون بار بجاتی ہین گجر وصل کی رات

صنوبر تخلص چھوٹی طوائف ساکنہ جالندھر دہلی مین فوت ہوئی۔

زندگی تک کے یار ہین وہ لوگ
مرگئے پر یہ آشنا کسکے

دل نہ دے انکو تو خدا کو مان
ای صنوبر یہ بت بھلا کسکے

عزیز تخلص عزیز طوائف ساکنہ دہلی شاگرد سعادت یار خان رنگین۔

تم نہ دیکھوگے گو ہمین اک بار
ہم تمھین بار بار دیکھینگے

عید و نامے طوائف دہلوی۔

غنچہ کو رنگ گل کو دکھا مانی سے کہدو
تصویر مین کھینچے دہن ایسا کمر ایسی

فاطمہ تخلص فاطمہ بیگم باشندۂ آگرہ۔

نازک دماغ وہ ہین تو بات بھی ہی تمکنت
ہم خود بھی ایسے ہین کہ سنا یا نہ جائیگا

فرحتؔ تخلص فرحت بیگم شاہد بازاری فیض آباد کی رہنی والی ہے۔

مین جلون اور کرے غیر سے یون گرم بغل	دل مین ٹھنڈک ہو کے تو بھی نہ جب مجھ سا
دل لگایا ہی تیری زلف رسا سے کچھ ہو	سانپ کو چھیڑ لیا اب تو بلا سے کچھ ہو
مین نہ چھوڑونگا سر زلف بتان ای واعظ	میری کیا تجکو پڑی تیری بلا سے کچھ ہو

فرحؔ تخلص فرح بخش طوائف ساکنہ کانتھہ۔

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی کیا	نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

فریدنؔ تخلص فریدن نامے طوائف ساکنہ میرٹھ دہلی مین کچھ عرصہ رہی تھی حافظ عبدالرحمان خان احسان کی شاگرد تھی۔

ایک ہی زبان رکھو تو ہمکو زبان دو	کرتی ہے روسیاہ قلم کو زبان دو

قاتلؔ تخلص عجوبہ جان طوائف فیروزآبادی۔

صدا جو جھانجھ کی پہونچی ہمارے کانون مین	تو شوق دل نے نکالا مزار سے ہمکو
فقیر عشق ہین قاتل خدا کے بندے ہین	امید وصل ہے پروردگار سے ہمکو

کمنؔ تخلص کمن نامے بھٹیارن باشندۂ بازار بھر تیور۔

آہ مین ہوتی اگر حضرت شبیر کے ساتھ	مارتی شمر موے کو کسی تدبیر کے ساتھ

گناؔ تخلص گنا جان لکھنوی۔

یقین کیجیے دولت سرا مین یار نہین	دل طپیدہ کو پہلو مین جو قرار نہین
بنایا مجکو زمانہ نے آخرش جو رنگ	کیا نہ کون سا یارون نے مجھ پہ وار نہین

گلؔ تخلص نواب جان طوائف ساکنہ آرہ ضلع شاہ آباد واقع بنگال ہے۔

کیون شب ہجر کا دھوکا نہو میرے دل کو	کھل کے زلف آئے تر رخ پہ اگر وصل کی رات

گوہرؔ تخلص گوہر نامے طوائف باشندۂ لکھنؤ مقیم گوالیار۔

ای فلک اس ظلم سے کیا بڑھ گیا تیرا عروج	خاک مین ہمکو ملایا تجسکو حاصل کیا ہوا

ہی تجاہل خون ناحق کے چھپانے کے لیے ۔۔۔ اپنے بسمل سے جو خود لیتا ہی قاتل کیا ہوا

گوہر تخلص گوہر طوالیف ساکنہ پرتاب گڈھ ملک اودھ۔

واعظو ہم سے کیون تنفر ہی ۔۔۔ صنم پروردگار ہین ہم بھی
آبرو کیون نہ ہو عزیز ہمین ۔۔۔ گوہر آبدار ہین ہم بھی

گوہر تخلص لعل بے بہا نامے طوالیف باشندۂ لکھنو۔ خدا جانے یہ وہی گوہر ہی جو بالفعل گوالیار مین ہی یا دوسری۔

تھا ابھی ذکر تمھارا کہ ابھی تم آئے ۔۔۔ میری تاثیر زبان کھینچ کے لے آئی ہی
مژدہ ای شوق ہم آغوش کہ جاگے ہین نصیب ۔۔۔ لیکے انگڑائی وہ کہتے ہین کہ نیند آئی ہی
راہ مین مل گیا بتخانہ بھلے کو زاہد ۔۔۔ کعبہ کو جا ہی چکا تھا ترے بہکانے سے

گیتی آرا تخلص و نام شاہد بازاری بہاڑ گنج واقع دہلی کا ہی۔

ہمنشین ہین وہ کہان کوئی ٹھکانا نہ رہا ۔۔۔ یا ہمین وہ نہ رہے یا وہ زمانہ نہ رہا

لطیف تخلص اللہ جوائی طوایف ساکنہ پٹنہ فی الحال علیگڈھ مین مقیم ہی۔

آنے کا اُس پری کے مجھے اشتباہ ہی ۔۔۔ دروازہ کیطرف مری ہر دم نگاہ ہی

ماہ تخلص منجھلی بیگم ساکنہ دہلی۔

ماہ کا ہیدہ ہوا جاتا ہی ابرو دیکھکر ۔۔۔ دیکھ لو بنکر کے نکلا آج وہ شکل ہلال

ماہ تخلص ایک طوایف لکھنوی کا ہی۔

کاکل مین میرے دل کو گرفتار کر چلے ۔۔۔ کالی بلا سے ہاے اسے مار کر چلے

ماہ لقا تخلص ماہ لقا نامے طوایف ساکنہ حیدرآباد دکن راجہ چندو لال کھتری کی سرکار مین ملازم تھی۔

پہلے ہی سے چلا کے مرے دل کو ستا ۔۔۔ ای مرغ سحر چپ رہ ابھی رات بڑی ہی

مخمور تخلص حسینی جان عرف بائی حسینی طوایف ساکنہ بنارس محلہ دال منڈی

کہا یہ دیکھ کے جنازہ کو یار نے کاندھا
سفر ہی دور کا یارو قدم بڑھائے ہوئے

قرار و صبر و حواس و دل و جگر چھوٹے
تمھارے عشق میں اپنے جو تھے پرائے ہوئے

شہید ہم ہین ہمین احتیاج غسل نہین
کسی کی تیغ کے پانی سے ہین نہائے ہوئے

اگر خدا کے نہ قہر و غضب کا خوف آ لے
بتون کے عشق مین یہ شیفتہ کیا نہ کرے

فریب تخلص زینت طوائف شاگرد میر یوسف علی یوسف لکھنوی۔

ہو گئی ہی شام اب تو تیرے کوچے میں غریب
شب کی شب رہنے دے او ظالم ذرا منزل کی ہیں یار

مستور تخلص مستور بیگم ساکنہ لکھنؤ۔

خزان مین بھی نہ کسی سال کم ہوئی وحشت
رہا ہی اپنا گریبان سے رفو برسون

مشتری تخلص قمرن جان عرف منجھو متوطن حیدرآباد ضلع سیتاپور مقیم لکھنؤ بازار چوک یہ رقاصہ خوش خط خوش فکر و خوش گلو ہی فن موسیقی سے ماہر اور آغا علی شمس لکھنوی کی شاگردی سے سرفراز ہی فارسی شعر بھی اچھا لکھتی ہی صاحب دیوان فارسی و اردو ہی

انقلاب سحر و شب کے تماشے دیکھے
گزرے ہین شعبدۂ دہر نظر سے کیا کیا

قاتل کے ہاتھ پاؤن سے سرخی نہ جائیگی
خون شہید ناز ہی رنگ حنا نہین

پالا پڑا ہی کس بت بدخو سے ای خدا
اپنے سوا کسی کو جو پہچانتا نہین

اُس وقت آپ میری عیادت کو آئے ہین
جب سُن چکے گلے سے اُترتی دوا نہین

ناحق ہین ناز حسن سے یہ بے نیازیان
بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہین

دم اخیر جو بسمل کی طرح دم پھڑکا
قضا کے بھیس مین آیا وہ فتنہ خو تو نہین

شیخی کی لیا کرین فرشتے
جانے کی وہان مجال بھی ہی

غفلت مین ہم آنکھو دیکھتے ہین
ہی خواب بھی کچھ خیال بھی ہی

ملے خاک مین جور گردون دون سے
مکین کیسے کیسے مکان کیسے کیسے

کافی ہی رگ جان کے لیے نشتر مژگان
عاشق کو ترے حاجت فصاد نہین ہی

شاید کسی محرور کا ہی آبلۂ دل
یہ گنبد چرخ ستم ایجاد نہیں ہی

اس صفحۂ دل پر ہی تری آنکھ کا نقشہ
کیجے نظری جسکو یہ وہ صاد نہیں ہی

دل مین سمجھا چشم کا بیمار ہی
جسنے میری ناتوانی دیکھ لی

چھٹتی رہتی ہی تو مشکل تھی رہائی مجکو
سستی چھوٹی جو ترے ہاتھ سے مرکر چھوٹی

معشوق تخلص بی صلحہ بیوہ دن ساکنہ کلکتہ بی سیرہ متخلص بہ پری کی ہمشیر ہی

ہجر مین پہلو کو خالی دیکھکر حیران ہی
پوچھتا ہی جان سے میرا جگر دل کیا ہوا

مغل تخلص مبا جان مشہور بہ مغل جان بنت امیر بیگم اہلی والی پہاڑی واقع دہلی پر رہتی ہی گلاب سنگھ کشمیری دہلوی کے نطفہ سے پیدا ہوئی گانے بجانے مین خوب مہارت رکھتی ہی خصوصاً ستار نوازی مین شہرۂ آفاق ہی۔

نعش خون آلودہ میری کیون نہین کی پایمال
پائون لگنے کو ترے کیا یہ حنا تھی مین نہ تھا

جب کہ اُس قاتل نے قتل عام پر باندھی کمر
وائے ناکامی کہ وان خلق خدا تھی مین نہ تھا

زلف کے بوسہ پہ ناحق مجھسے برہم ہوگئے
یہ دل سودائی کی بیار سے خطا تھی مین نہ تھا

شاخ گل گلشن مین اُسپر اسطرح دوڑا ہاتھ
ای مغل کیا کیجیے اُس گل کا ساتھی مین نہ تھا

بیوفاؤن سے کیا وفا ہوگی
آشنائی نہ کر خدا سے ڈر

منو تخلص منو جان ساکنہ کرنال۔

تم سنو یا مت سنو ای جان من
پر دعا ہر صبح دیجاتے ہین ہم

مہر تخلص جینا جان عرف کالی ساکنہ کرنال۔

بوقت نزع بالین پر مرے آئے تو کیا آئے
دم آخر جو تمکو ایک دم دیکھا تو کیا دیکھا

ہمکو سینے سے لگانا چاہیے
غیر کی چھاتی جلانا چاہیے

مہک تخلص مکھن طوائف لکھنوی شاگرد امداد حسین خان رضا لکھنوی۔

ہنسے اُن سے جو گلہ درد جدائی کا کیا
رو دیے تھام کے ہاتھون سے جگر وصل کی رات

بیت

قتل منظور اگر ہو تو چڑھاؤ ابرو	ہم تو مدت سے گلے ملتے ہین تلوار دن پر
بس رہی ہو کیا کسی کی زلف مین	آج کچھ نھکی ہوئی آتی ہی روح
کون سوتا ہی گلے لپٹا ہوا	ناز گھرتا دل ہوا اٹھلاتی ہی روح

ناز تخلص گلاب طوائف ساکن آرہ ضلع شاہ آباد شاگرد خواجہ فخرالدین حسین سخن دہلوی۔

امید زیست کیا نفس واپسین ہی اب	پھر جذب دل دکھائیگا اپنا کمال کب
فرقت تیغ نگاہ یار مین	نیمجان کی طرح تڑپاتی ہی روح

ناز تخلص ہندی جان طوائف عظیم آبادی علم انگریزی و فارسی مین اچھی مہارت ہی سوئی کا کام بھی خوب کرتی ہی حکیم آغا حسین ازل کی شاگرد ہی۔

شب وصل کرتے ہو عاشق سے حجت	نکالا ہی تمنے یہ جھگڑا کہان کا
ارے آسمان میرے نالون سے ڈر تو	ارادہ یہ رکھتے ہین اب لامکان کا
نچھٹا ہون مین یار ون سے بھولا ہون منزل	نشان ہی کوئی اب مجھے کاروان کا
وہ خنجر یہ سر دونون حاضر ہین اسدم	ارادہ ہو دل مین اگر امتحان کا

ناز تخلص اچھی بی طوائف ساکن لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا فدا حسین فضا۔

دل جل گیا حرارت داغ فراق سے	اس آفتاب حشر کا ہوگا زوال کب

ناز تخلص امراؤجان طوائف ساکن سندیلہ ضلع ہردوئی مقیم خیرآباد ضلع سیتاپور بلا کی طبیعت پائی ہی کمسنی وکم استعدادی پر قیامت اٹھائی ہی۔

قید مین پڑ گئی گردن کس پر	ورد تھا نالہ سلاسل مین
کاش چھڑوائے مجھے کوئی اسے	شب ہجران پڑی ہی مشکل مین
لوٹتی پھرتی تھی قضا ہمراہ	کیا ادا تھی تمھارے بسمل مین
مانا نکلے نہ آرزو نہ سہی	آرزو نہ تھکے آئین تو دل مین

بڑھائیں بات کسی کو گلہ سے مطلب کیا
عدو سے بحث ہی کچھ مجھ سے گفتگو تو نہیں

کچھ تبسم سا لب ناز پہ نیچی نظریں
کن اداؤں سے شب وصل وہ شرماتے ہیں

جی بھر آیا بس اک نگاہ کے ساتھ
جوش حسرت اٹھا نگاہ کے ساتھ

دل کو بے درد چھپ چھپ کر نکلی
ٹکڑے ٹکڑے ہوئے کچھ آئے آہ کے ساتھ

دیکھتے آنکھ سے کیون خون تمنا ہوتے
بات بنتی جو ہم آنکھ لب گویا ہوتے

چھیڑتا ہی کسی کا ناوک ناز
گدگدی سی جگر مین اٹھتی ہی

ناز تخلص بی جان نامے طوائف ساکنہ فرخ آباد۔

رہ رہ بلائین لینے لگی آسمان پر
توڑ الیا جو ناچ مین اسنے اٹھا کے ہاتھ

ناز تخلص امتی آرا بیگم بنت گمانی خانم دہلوی نہایت شوخ مزاج و چالاک عورت ہی

تمھارے پانون کے ناخن کی ہمسری نہ ہوئی
ہلال لاکھ سر آسمان بنا بگڑا

ہمارے عین لکھنے پر ہزار وں صاد کرتے ہین
یہ انکی عین عنایت ہی کرم ایزاد کرتے مین

ہمنے دکھلا دیا کمال عشق
ابتدا ہی مین انتہا کر کے

غلط فہمی ہی اپنی آپ کو ہم باوفا سمجھے
بڑا دھوکا ہوا نا آشنا کو آشنا سمجھے

ناز تخلص امیر جان بنت گوہر جان طوائف ساکنہ لکھنؤ۔

اور مہمان ہون کوئی دم کا ذرا ٹھہرو تو
کیا چلے جاؤ گے اب چھوڑ کے بسمل مجکو

گر میان یار نے کین غیر سے میرے آگے
صفت شمع جلایا سر محفل مجکو

نازان تخلص ننھی جان طوائف عرف چنچل بل ساکنہ کلکتہ۔

ساتھ فرقت کی مصیبت مین کسی نے نہ دیا
ہان رفیق ایک جو نکلا تو مرا دل نکلا

پہلے اک غنچۂ پژمردہ سمجھکر پھینکا
پھر تڑپتے ہوے دیکھا تو مرا دل نکلا

نازک تخلص زینت جان دہلوی۔

ہی نالہ و زاری کا مری شور فلک تک
پر وہ بت گلفام کوئی کان دھرے ہی

نازک[92] تخلص فتن جان نام مرزا شاہرخ بہادر مرحوم کی گانیوں مین تھی پھر منہ جان طوائف کے ڈیرہ مین داخل ہوئی بڑی ہوشیار و فتنہ پرداز عورت تھی فارسی اچھی جانتی تھی

کہتا ہون مین خدا سے یہ اب ماجراے دل	ایسا نہو کہ میرا کسی بت پر آے دل
نازک شب فراق مین اتنا نہ روئیے	اشکون کی جا نکل نہ پڑین لخت ہاے دل

نجبن[93] تخلص و نام ایک عورت بازاری دہلی کا ہی

ٹک دیکھو بعد مرگ مرے انتظار کو	نرگس نے چھپا لیا ہی ہمارے مزار کو

نزاکت[94] تخلص رمجو نام طوائف باشندۂ نارنول نواب حاجی مصطفی خان شیفتہ ایام شباب مین اس آفت روزگار پر مائل تھے بعدہ جب منہیات شرعی سے تائب ہوے اس سے بھی تعلق قطع کر دیا شیفتہ مرحوم کی صحبت نے اسکو شاعر بھی بنا دیا۔

بس کہ رہتا ہی یار آنکھون مین	ہی نظر بیقرار آنکھون مین
سرمۂ خاک پا عنایت ہو	آگیا ہی غبار آنکھون مین
یاد آئے کمر جو گلشن مین	ہو رگ گل بھی خار آنکھون مین

پڑا ہی خون دل سر سے قدم تک جابجا میرے	بنا یا ہی مجھے گویا کہ خاک کوے قاتل سے
کیونکر نہ مین قربان ہون جب وہ کہے ہی ناز سے	ہمکو جفا کا شوق ہی اہل وفا یان کون ہی
ہم بزمی دشمن کو چھپاتا ہی تو قاصد	کہتا ہی کسی سے کوئی نادان خبر ایسی

نزاکت[95] تخلص کندو نام بنت حسینی طوائف دہلوی میر واحد علی لکھنوی شگفتہ مقیم جیپور کی شاگرد ہی ستار عمدہ بجاتی ہی۔

خواہش دین نہ کام دنیا سے	مین طلبگار ہون تو تیرا ہون
نہ بوسہ رخ کا دیتے ہین نہ گیسو چھونے دیتے ہین	یون ہی اک عمر گذری ہی کہ صبح و شام کرتے ہین

نزاکت[96] تخلص ایک شاہد بازاری مقیم بمبی کا ہی

اسی واسطے ہی درد والم عاشقون کو	یہ ہی نقش الفت مٹانے کے قابل

نقاب تخلص حمیدن بائی طوائف ساکنہ کلکتہ چھوٹی بہن بی منی بائی حجاب تخلص کی ہے

نقاب اس بت سے تو ملنا نہ ہرگز	وہ ظالم ہی ستائیگا ترا دل
دور سے بزم جانان مین مین تنہا رہگیا	یہ نہ بولا ہاے کوئی ایک پیمانہ اسے

نورن تخلص مسماۃ نورن ساکنہ فرخ آباد۔

مارا تھا تری زلف کے کل جسکو گلبدن	باغ جہان سے آج وہ بیمار اٹھ گیا

نوشابہ تخلص امجدی جان ساکنہ رام پور رہیلکھنڈ شاگرد میر صادق علی مائل۔

آسمان صبح کو عاشق سے عوض لیگا ضرور	جیسے لوٹے ہین ترے چار پہر وصل کی رات

وزیر تخلص وزیر بیگم طوائف ساکنہ خیرآباد ضلع سیتاپور۔

نہین جب ثبات دنیا تو مجھے ترا گلہ کیا	مرے ساتھ عہد کیونکر ترا استوار ہوتا
تجھے کب غفور کہتا کوئی ای کریم و رحیم	کسے بخشتا جو کوئی نہ گنہگار ہوتا

یاد تخلص کسی دہلی کی شاہزادی کا تھا جو اپنی شامت اعمال سے زناکاری مین مصروف ہوگئی تھی بوجہ اسکے زنانیہ ہونے کے کلام و حال اسکا اس جگہ لکھا گیا۔

عبث فکر درمان ہی ای اقربا	کہ اب یاد تو یان سے چلنے کو ہی
سرانجام غسل و کفن کر رکھو	تن زار سے جان نکلنے کو ہی

یاسمین تخلص یوسمن نام طوائف ساکنہ سہارنپور۔

دل مین میرے زخم ہی تیغ نگہ کا چارہ گر	فائدہ دیگا نہ پھاہا مرہم زنگار کا
تیر سے تیرے اگر چاٹا نہین ہی میرا خون	سرخ ہی پھر کسلیے ظالم دہن سوفار کا
تپ کی شدت مین کسی زہرہ جبین کا تھا خیال	جو پڑا تبخالہ لب پر مثل اختر ہوگیا
دل کی بیتابی نے رسوا کردیا ای یاسمین	تذکرہ اپنے جنون کا اب تو گھر گھر ہوگیا

فصل دوم تذکرہ عورات پردہ نشین و باعصمت بہ ترتیب حروف تہجی

اختر تخلص نواب اختر محل رئیسہ دہلی خاندان تیموریہ مین نامی شہزادی ہی طبیعت عالی

ومضمون آفرین رکھتی ہی قدسی کی نعتیہ غزل کا خمسہ بھی عمدہ لکھا ہی جو رسالۂ موسوم بہ حدیث قدسی مین چھپا ہی مین چند اشعار عاشقانہ لکھتا ہون۔

آستان پر ترے پیشانی کو گھستے گھستے ‌ ‌ سر ہی غائب ہوا جس مین کہ ترا سودا تھا
آگ آہِ شعلہ بار سے دل کو جلا دیا ‌ ‌ لو آج ہمنے اُسکا بھی جھگڑا مٹا دیا
لکھکر جو میرا نام زمین پر مٹا دیا ‌ ‌ اُنکا تھا کھیل خاک مین ہمکو ملا دیا
تقصیر یار کی نہ قصور عدو ہی کچھ ‌ ‌ اختر ہمارے دل ہی نے ہمکو جلا دیا
تیغ نگاہ یار کا دونون پہ وار ہی ‌ ‌ ٹکڑے اِدھر جگر ہی اُدھر دل فگار ہی

امراؤ تخلص حسینی بیگم ایک پردہ نشین دہلوی ہی۔

باغ عالم مین جھڑانا تھا اگر یون سے ‌ ‌ پہلے ہی سبزۂ بیگانہ بنایا ہوتا
گر جہ منظور نہ تھی خانہ نشینی میری ‌ ‌ تو مجھے ساکن ویرانہ بنایا ہوتا

بسم اللہ تخلص بسم اللہ بیگم ساکنہ دہلی اُسکی والدہ ولایتزا ہی اور یہ منشی انعام اللہ کے تلمذ سے سرفراز ہی۔

تیری اُلفت مین یہ حاصل ہوا ہی ‌ ‌ کہے مضطر ہی دل گاہے تپان ہی
نہ کیجے ناز حسن عارضی پر ‌ ‌ نہ سمجھو یہ بہار بے خزان ہی

بہو تخلص بہو بیگم زوجۂ نواب محمد یوسف علیخان مرحوم ناظم تخلص والی ریاست رامپور زاد ملکہٗ

شب بزم ملاقات مین ہر چند یہ چاہا ‌ ‌ آنکھین تو لڑا دُون ذرا اُس رشکِ قمر سے
پر خوف یہی دل مین مرے آیا کہ ہی ہی ‌ ‌ نازک ہی نہ دب جائے کہین بار نظر سے

بیگم تخلص دختر میر محمد تقی میر صاحب دیوان تھی۔

برسون گرہ گیسو مین گرفتار تو رکھا ‌ ‌ پھر کہتے ہین کیا ہمنے تمہین مار تو رکھا
کچھ بے ادبی اور شب وصل نہین کی ‌ ‌ ہان یار کے رخسار پہ رخسار تو رکھا

بیگم تخلص رشک محل بیگم بنت سلطان واجد علی شاہ بادشاہ سابق اودھ کی تھی

زوجہ ہی اور ہمرکاب سلطان موصوف کلکتہ مین مقیم ریختی لکھتی ہی۔

ننھیون کی سسرال مین تمکو خانم
نہین مجکو دو بھر ہی کھانا تمھارا
مری کنگھی چوٹی کی لیتی خبر ہو
یہ احسان ہی سر پہ رہیگا تمھارا

پارسا تخلص پارسا نام دختر کلان نواب میرزا محمد تقی خان ہوس نیشاپوری لکھنوی تا حیات اپنی ناکتخدا با عصمت و عفت رہی نواب آصف الدولہ بہادر سے قرابت قریبہ رکھتی تھی

تن صورت حباب بنا اور بگڑ گیا
یہ قصر لاجواب بنا اور بگڑ گیا
چلتا نہین ہی ابلق ایام ایک چال
اکثر یہ بد رکاب بنا اور بگڑ گیا

ثریا تخلص ثریا بیگم زوجہ میرزا علیخان وظیفہ خوار شاہ دہلی جو بعد فوت اپنے شوہر کے آگرہ چلی گئی ہی اور اب شوق شعر گوئی بھی ترک کر دیا ہی۔

بتا دین ہم تمھارے کاکل شبگون کو کیا سمجھے
سیہ بختی ہم اپنی یا اُسے کالی بلا سمجھے
جدھر دیکھا اُٹھا کر نیم بسمل کر دیا اُسکو
تری مژگان کو ہم سوفار پیکان قضا سمجھے

جانی تخلص بیگم جان المعروف بہو بیگم دختر نواب قمر الدین خان ساکنہ لکھنو بیگمات اودھ مین ایک باسلیقہ اور سربرآوردہ عورت تھی شعر اچھا لکھتی اور استعداد فی البدیہ شعر کہنے کی بھی رکھتی تھی۔

بیان مین کس سے کرون جا کے اب گلہ دل کا
یہ دل کا دل ہی مین ہو ویگا فیصلہ دل کا
نہین ٹانکے مرے زخم جگر پر
یہ اُسکا خندۂ دندان نما ہی
نہین ٹلتی کسی عنوان سر سے
شب غم بھی کوئی کالی بلا ہی

جعفری۔ تخلص کاملہ بیگم نام شاگردہ شاہ نصیر مرحوم ساکنہ دہلی اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی کے عہد مین تھی۔

ساقیا تجکو ترا ساغر پلانا یاد ہی
کلمہ لا تقنطوا سے دل چھکانا یاد ہی
کہا منصور نے سولی پہ چڑھکر عشق بازون سے
یہ اُسکے بام کا زینہ ہی آئے جسکا جی چاہے

غرورِ حسن پر ہے وہ ناحق بھا بجھ کرتا ہی
یہ نوبت چند روز وہی بچا جسکا جی چاہے

جمعیت تخلص و نام ایک عیسائی عورت ساکنہ دہلی کا ہی جو میجر اسٹن صاحب کی زوجیت سے ممتاز ہی والدہ اسکی ہندوستانی اور باپ انگریز تھا یہ عورت انگریزی فارسی و بھاشا مین اچھی مہارت رکھتی ہی علم موسیقی سے واقف اور اردو بھاشا کی شاعرہ ہی۔

مقسوم کی خوبی ہی یہ قسمت کا ہی احسان
رہتا ہی خفا مجھسے جو دلبر کئی دن سے
خدا کے روبرو جانا ندامت مجکو بھاری ہی
کوئی نیکی نہ بن آئی اسی کی شرمساری ہی

حاتم تخلص کسی عورت پردہ نشین دہلوی کا ہی۔

دشمن کا شکوہ تم نہین سنتے نہین سہی
میرا ہی غم سنو نہ اگر ناگوار ہو

حجاب تخلص عسکری بیگم لکھنوی ملا محمد زمان اصفہانی کی پوتی اور محمد علی خان مسیحا کی شاگرد ہی سابق اِسکے مکان پر مجلس مشاعرہ منعقد ہوتی تھی مگر اب حجاب نے پردۂ حیا منھ پر لیکر نکاح کر لیا ہی ایک غزل اسکی مشاعرۂ لکھنؤ مین جو باہتمام منشی نولکشور مالک مطبع اودھ اخبار منعقد ہوا تھا پڑھی گئی تھی جسکا ایک شعر درج ذیل ہی۔

رات کو آئینگے ہم صاف معمّا یہ ہی
وعدۂ وصل کیا اُسنے دکھا کر گیسو

حجاب تخلص ایک عورت پردہ نشین کا ہی جو دراصل کشمیری ہی اور فی الحال بمعیت اپنے شوہر کے بمبئی مین مقیم ہی۔

کیا جانے بھلا لذت دیدار کو اپنی
جب تک کوئی بادیدۂ خونبار نہووے

حجاب تخلص نواب بیگم عرف چھوٹی بیگم دختر نواب اعظم علی خان فرزند نواب معتمد الدولہ بہادر برادر غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ سنہ ۱۲۵۹ ہجری مین پیدا ہوئی فی الحال کلکتہ مین مقیم ہی صاحب دیوان اردو بھی ہی۔

بنکے تصویر حجاب اسکو سراپا دیکھو
منھ سے بولو نہ کچھ آنکھون سے تماشا دیکھو

حیا تخلص حیات النسا بیگم معروف بہ بھورا بیگم بنت شاہ عالم بادشاہ دہلی شاگرد

شاہ نصیر دہلوی یہ شاعرہ پاکدامن تاحیات نا کتخدا رہی۔

نہ کیون حیرت ہو یارب وہ زمانہ آگیا ناقص | حیا ڈھونڈھے نہین ملتی برائے نام سو سو کوس

حیدری تخلص حیدری خانم زوجۂ بشارت اللہ خان دہلوی ستر برس کی عمر پائی قبل از غدر ۱۸۵۷ء فوت ہوئی۔

حیدری نام ہی ترا کیا خوب | جو کہ تجسے پھرا وہ حیدر سے

خاکسار تخلص ایک عورت باشندۂ دہلی محلہ کشمیری دروازہ کا ہی جو اپنے نام کا اظہار مناسب نہین خیال کرتی ہی۔

لکھا نصیب کا کوئی مٹا نہین سکتا | کسی کے درد کو ہمدم بٹا نہین سکتا

ختنی تخلص بادشاہ بیگم بنت چھوٹی بیگم ساکنہ دہلی محمد یوسف سادہ کار کشمیری کی نواسی بطن چھوٹی بیگم و نطفہ بلاک صاحب بہادر سے پیدا ہوئی اور کسی انگریز کی زوجیت مین داخل ہوئی ہی زبان انگریزی و فارسی اچھی جانتی ہی خوش خطی مین بیمثل ہی۔

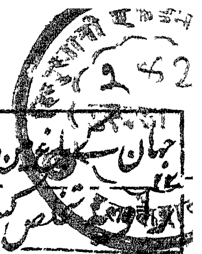
خود شوق اسیری کی پھنسے دام مین صیاد | شرمندہ ترے ایک بھی دانہ کے نہین ہم
جن سے ہم آشنائی کرتے ہین | ہمسے وہ بیوفائی کرتے ہین

خورشید تخلص ایک سیّدزادی باشندۂ دہلی کا ہی مرثیہ خوب پڑھتی ہی شعر مندرجۂ ذیل تذکرہ چمن انداز سے لکھا جاتا ہی مگر حضرت نادر مولف تذکرۂ مذکور کو اس شعر کی نسبت اشتباہ سرقہ ہی۔

ای جذبۂ دل کیونکہ اجازت دون مین تجکو | ہی سخت کشش تیری وہ ایسا نہو ڈر جائے

دلھن تخلص دلھن بیگم المعروف بہ نواب بہو دختر نواب انتظام الدولہ اور زوجۂ نواب آصف الدولہ بہادر والی اودھ کا ہی۔

بیان مین کس سے کرون جاکے اب گلہ دل کا | یہ دل کا دل ہی مین ہو ویگا فیصلہ دل کا
بہا ہی پھوٹ کے آنکھون سے آبلہ دل کا | تری گلی کی راہ سے جاتا ہی قافلہ دل کا



جہان [illegible] ہم بھی بہار رکھتے ہین | مثال لالہ کے دل داغدار رکھتے ہین

[illegible] تخلص کسی دختر چھیپی ساکنۂ دہلی بازار سیتارام کا ہی۔

ہوتی نہ محبت تو یہ آزار نہ ہوتا | دل عشق کے صدمون سے خبردار نہ ہوتا

رعنائی تخلص قدسیہ بیگم نام ساکنۂ دہلی

مین جانتی تھی آنکھ لگی دل کو شکیبا ہوا | کم بخت کیسی آنکھ لگی اور دکھ ہوا

سلطان تخلص سلطان بیگم لکھنوی دختر نواب معتمد الدولہ بہادر لکھنوی۔

کب تک یہ تیرے ہجر کے صدمے اٹھائے دل | ڈر ہی یہی کہ جان سے اپنی نہ جائے دل

تھی وہ نگاہ یا کوئی ناوک کا تیر تھا | ملتے ہی آنکھ رہگیا مین کہکے ہائے دل

۲۵

شرم تخلص شمس النسا بیگم بنت حکیم قمر الدین شاگرد خواجہ وزیر لکھنوی وطن اصلی انکا بنارس و مسکن لکھنؤ تھا۔

جو تیری کاکل مشکین کی بو صبا لائی | دماغ عرش پہ اس خاکسار کا پہونچا

پڑے جو عکس گل تر ہزار بن جائین | کہ شاخ گل سے بھی نازک ہی یار کا پہنچا

دونون زلفون کا تری آیا جو وحشت مین خیال | پڑ گئین پانون مین میرے وہین زنجیرین دو

درد دل دور ہوا سینہ کی سوزش بھی گئی | شربت وصل مین تیرے ہین یہ تاثیرین دو

یا بہانہ سے ملائین آپ سے یا خط ہی لکھین | شرم کیا خوب یہ سوجھین ہین تدبیرین دو

شوخ تخلص گنا بیگم زوجۂ نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر نظام تخلص وزیر عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی بڑی لائق عورت تھی بعض تذکرہ نویسون نے اسکے نام تخلص وخاندان مین بہت اختلاف کیا ہی۔

شمع کو چہرۂ دلدار سے کیا ہی نسبت | کیونکہ یہ ہی رخ خندان وہ ہی رونی صورت

ترے منھ کی تجلی دیکھکر کل رات حیرت سے | زمین پر لوٹتی تھی چاندنی اور شمع روتی تھی

اب خواب ہی مین وصل ترا ہووے تو ہووے | ظاہر مین تو ملنے کی نہین آس نہین ہی

شیریں تخلص عالیجناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال مخاطب بخطاب رئیس دلاور اعظم طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند و کرون آف انڈیا از زمرۂ والیان ریاستہاے ہند مین مفتخر و مجمع اوصاف بے پایان ہین خوش خلق و صاحب جود و ہمت ہین دربار قیصری دہلی مین تمغہ و نشان پایا نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند نے باختصاص خاص ملاقات کی صاحب دیوان ہین انتظام نظم و نسق ریاست مین بے نظیر ہین سال ولادت ۱۲۵۴ سنہ ہجری ہی ۱۲۶۳ سنہ ہجری مین بعمر ۹ سال خلعت ریاست بحکم گورنمنٹ پایا اور غرۂ شعبان ۱۲۸۵ سنہ ہجری کو زینت افزاے مسند حکومت ہوئین ارباب فضل و کمال کی قدردان ہین

پہلی سی رکاوٹ نہین اب ہی نظر لطف — آغاز سے بہتر ہوا انجام ہمارا
کافر کیا مجھکو بھی تری زلف نے کافر — اس لام نے کھویا ترے اسلام ہمارا
قابل پابوس کیا ہم بھی نہین ہین آپکے — کیا خطا کی ہمنے گر چوما قدم کو کیا ہوا
عرش تک جاتا تھا یا اب کان تک جاتا نہین — ہمنشینو میرے نالے کے اثر کو کیا ہوا
درد فراق ہی مین سدا مبتلا رہے — دنیا مین اسطرح بھی رہے ہم تو کیا رہے

صدر تخلص نواب صدر محل صاحبہ رئیسۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

مین نے بلائین لینے کو ہاتھ بڑھا جب اُدھر — منھ کو پھرا کے یار نے مجھسے کہا الگ الگ
شمع جلانے آئے ہین آج وہ میری قبر پر — چلیو خدا کے واسطے باد فنا الگ الگ

ضرورت تخلص شرف النساء بیگم زوجۂ مرزا کوچک بہادر خاندان تیموریہ مین ایک نامی عورت تھی

سر سبز رہے باغ سدا دین نبی کا — مکی مدنی ہاشمی و مطلبی کا
یارب رہے شاداب ہمیشہ چمن دین — مکی مدنی ہاشمی و مطلبی کا

ضیا تخلص ضیائی بیگم نام زوجۂ حکیم انور علی لکھنوی یہ شاعرہ فاضلہ علوم عربی و فارسی کی ہی

تمھارا ہمسے ہمارا تمسے نہ اٹھ سکیگا عتاب ہرگز — اٹھے تو کیونکر اٹھے بتاؤ کہ تم ہو نازک مین ناتوان ہون

مین نے پوچھا قتل مجکو کیجیے گا کسطرح — بولے غفلت سے کبھی کاہے نگاہ تیز سے
سوتے ہین شب جو پیچ کھلے زلف یار کے — دعوے دروغ ہوگئے مشک تتار کے
شمشاد گرد سایۂ قامت چمن مین ہین — خورشید و مہ شعاع ہین رخسار یار کے

عابد تخلص نواب امراؤ بیگم دختر نواب محمد یوسف علی خان مرحوم والی رامپور و زوجۂ نواب زین العابدین خان فوجدار ریاست جیپور علم و فضل مین یکتا ہی

کشتہ ہین ای لاغری ہم رنگ گندم گون کے جا — ہی شگن گندم کی بس کافی ہماری قبر کو

عالم تخلص نواب بادشاہ محل زوجۂ منکوحہ حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودھ متخلص بہ اختر کا ہی یہ عورت ہوشیار و ذی علم صاحب طبع رسا اور صاحب دیوان ہی ستارنوازی مین پوری مہارت رکھتی ہی

گذاری رات ساری تارے گن گن کے عالم — ہوا شب کو جو دھوکا اپنے اختر کا ستارون مین
عالم وہ ترے ہونگے طلبگار اسی دن — جب تازہ ستم وہ کوئی ایجاد کرینگے

عشرت تخلص نواب عشرت محل زوجۂ شاہ اودھ مقیم کلکتہ۔

گرمی عشق مانع نشو و نما ہوئی — مین وہ نہال تھا کہ اُگا اور جل گیا

عصمت تخلص عصمت نام ایک عورت باشندہ دہلی کی ہی لکھنؤ کی سیر کی ہی بالفعل لاہور مین عورات پردہ نشین کو تعلیم علوم کرتی ہی۔

لب ہوگئے بند نام احمد سے — اور مشکل کشا نے کھول دیے

عفت تخلص نجم النساء بیگم ساکنۂ لکھنؤ صاحب دیوان شاگرد مولوی مقصود عالم مقصود رئیس بہانی

ہم جو ای جان جہان تمسے بچھڑ جاتے ہین — صدمے ہوتے ہین قلق ہوتے ہین گھبراتے ہین

غریب تخلص امیر النساء بیگم زوجۂ میر برکت علی ساکنۂ پٹنہ۔

ہوا اور وہ تو جلنے لگا میرے نام سے — دل سرد اب تو آہ شرر بار نے کیا
کھلتا نہ تا بمرگ مرا یہ معاملہ — رسواے شہر مجکو دل زار نے کیا

فاطمہ تخلص سلطان بیگم معروف بہ اللہ داد مدرّسہ مدرسۂ زنانہ دہلی فارسی خوان ہے۔

آپ کی مرضی سے ہمنے پائی ہے
پھر یہ کیون لیت ولعل ڈالی ہے

قادری تخلص قادری بیگم ہمشیرۂ خرد کاملہ بیگم متخلص بہ جعفری ساکنۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر مرحوم

ترس خدا چاہیے ای بت ترسا تجھے
عاشق رنجور کو اتنا نہ ترسائیے

مین ہون فقط اور تم نام نہین غیر کا
پائون مری گود مین شوق سے پھیلائیے

قمر تخلص حیدری بیگم عرف ماہ طلعت بیگم زوجۂ حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودھ

لے کیا قیس پہ بھی فوق تمہارا وحشی
مرکے بھی دست جنون سے نہ گریبان چھوڑا

ہوگئی نیند بھی ہمسایہ کی تا صبح حرام
مین نے نالہ جو کسی رات سر شام کیا

آنکھین پتھرا کے ہوگئی ہین سفید
کسی بت کی جو انتظاری ہے

قمر تخلص قمر النساء زوجۂ اشرف علی خان مسرور باہم زن وشوہر کے کمال الفت تھی تین روز آگے پیچھے دونون فوت ہوے۔

جسے لوگ کہتے ہین خورشید رخشان
شرارہ ہے یہ میرے سوز نہان کا

کرین کھد وہ منہ بند غنچے سب اپنا
مین لکھتی معما ہون اسکے دہان کا

خطر سے مری آہ کے ایسا بھاگا
پتہ لامکان تک نہین آسمان کا

وبال حضرت دل تمکو زیست ہو جاتی
جو تمسے لطف سر زلف مو بمو کہتی

ہوئی ہون تشنۂ جام شراب ای ساقی
اٹھونگی گور سے ساقی سبو سبو کہتی

کنیز تخلص فاطمہ بیگم دختر نصرت الدولہ بہادر لکھنوی کی لونڈی کا تھا جو پندرہ برس کی عمر مین علوم ضروری کی تحصیل سے فراغت حاصل کرکے بیس برس کی عمر مین فوت ہوئی۔

نقاش نے اُس بت کا مگر نقش جو کھینچا
ساعد پہ نہ پہونچا تھا کہ جو ہاتھ کو کھینچا

کیفی تخلص ایک شاہزادی خاندان تیموریہ کا ہے جسنے خمسہ غزل قدسی کا کیا ہے۔

چند بند اس خمسہ کے لکھے جاتے ہین۔

کسکا منہ ہی جو کرے مدح تری حسب نبی	نعت اطہر مین ہی جب شخص ذکی مصحف غبی
حبذا ذات تری مایۂ حاجت طلبی	مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حق تعالے نے کیا آپ کو ابرِ اکرام	تجھسے خندان ہی لب غنچۂ امید انام
ہین شجر اور حجر غرق سحابِ اکرام	نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بہ شیرین رطبی

گوہر تخلص گوہر بیگم ایک کابلی رسالہ دار کی بیٹی لدھیانہ مین امیرانہ بسر اوقات کرتی ہی اُردو مین مثل اہل زبان مہارت پیدا کی ہی۔

ستم کر جور کر ظلم وجفا کر	پر اے ظالم کبھی مجھسے ملا کر
لیجا کر شرم کھا کر مسکرا کر	دیا بوسہ مگر کچھ منہ بنا کر

ماہ تخلص ایک صاحب عصمت باشندۂ دہلی کا ہی جو میان قطب الدین عرف میان کالے صاحب مرحوم کی مرید صاحب دیوان تھی۔

ماہ کے دل مین ترا نقش محبت جو ہی یار نہ مٹے گا وہ کبھی	باغ جنت بھی کوئی کوئی کی ہو درکار نہین تیرا کوچہ ہوا

محبوب تخلص نواب محبوب بیگم صاحبہ منکوحۂ حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودھ۔

اٹھا سکی نہ مصیبت فراق یار مین روح	نکل گئی تن لاغر سے انتظار مین روح
نہ نکلی حسرت دل ایک بھی کہ موت آئی	ہمیشہ تڑپیگی تیرے لیے مزار مین روح
نہین ہی گور کی تنگی سے کچھ ہمین دہشت	رہیگی بعد فنا کے بھی کوئے یار مین روح

مخفی تخلص سلطان جہان بیگم زوجۂ حضرت مرزا قادر بخش بہادر صابر شاہزادہ خاندان تیموریہ صاحب تذکرۂ گلستان سخن۔

لنڈھائی مرکے مین خفتگان خاک شراب	قسم خدا کی عجس کو بڑا ثواب ہوا

خدا جانے کیا بات ہی اُس مین مخفی — کہ اِس ظلم پر جی کو بھاتا بہت ہی

مطلوب تخلص فضل النسا بیگم زن پردہ نشین مقیم کوہ شملہ۔

کیون نمکپاش نہ ہو زخم جگر پر ہر دم — مسکراتا ترا ہی رشک قمر وصل کی رات

اللہ اللہ ری مدہوشی جام الفت — جان و تن کی نہ رہی کچھ بھی خبر وصل کی رات

نظر لطف سے انکو بھی کبھی دیکھا کر — کیا گذرتی ہی تری چشم کے بیمارون پر

ناز تخلص ایک شہزادی خاندان تیموریہ ساکنۂ دہلی قبل از غدر بایام شباب شعر کہتی تھی گو اب بھی بقید حیات ہی مگر شاعری ترک کر دی ہی۔

شور ہی اسکی بیوفائی کا — بس نہین چلتا وان رسائی کا

گر غلامی علی کی تو ای ناز — ہی اگر شوق بادشائی کا

مجھسے روٹھا وہ یار جانی ہی — جان جانے کی یہ نشانی ہی

یاسمن تخلص چنبیلی نام کنیزک سید انشاء اللہ خان انشا کی تھی صحبت مردے بالطبع متنفر تھی سید موصوف نے باتباع حکم شریعت ایک مرد معقول کے ساتھ اُسکا نکاح کر دیا تیسرے روز نکاح سے بغیر لاحق ہونے کسی عارضہ کے فوت ہو گئی شعر مین اپنے آقا سے مشورہ کرتی تھی

یاد آیا مجھے گھر دیکھکے دشت — دشت کو دیکھکے گھر یاد آیا

سرمہ کھلوایا خموشی نے مجھے — وہ جو منظور نظر یاد آیا

صبر جاتا رہا قرار کے ساتھ — پر مری واے جان تو نہ گیا

دختر رز سے رات صحبت تھی — شیخ جی کا مگر وضو نہ گیا

قطعات تاریخ و تقریظ تصنیف تذکرہ

از منشی احسان الحق صاحب احسان تخلص خلف و شاگرد مولوی فدا حسین فدا وکیل عدالت ضلع علیگڈھ

یہ احسن تذکرہ ایسا ہی نادر
کہ وجہ انشراح اہل فن ہی

ز روے جان لبنکر سال تالیف
لکھا آرایش بزم سخن ہی
١٢٩٠ھ

از شاہزادہ مرزا عبد الغنی صاحب دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صاحب بہادر صابر دہلوی

صفا یا تذکرہ تصنیف کردہ
وباد در سلک خوش گوئی گہر سفت

زار شد خواستم سال تمامش
کلام منتخب آب بقا گفت
١٢٩٠ھ

از مولانا علی امجد حسین صاحب امجد رئیس بدایون شاگرد جناب مولانا مذاق مدظلہ

صفا نے جو امجد صفائی کے ساتھ
شمیم سخن تذکرہ یہ لکھا

کیا جس مین بالکل ہی ندرت کا کام
ہر اک تازہ گلزار پھولا پھلا

نئی طرح کی جس کی ترتیب ہی
بندھے جیسے اچھے چمن کی ہوا

ہین تختے طرحدار ابواب فیض
ہر اک کی روش ہی ہر اک سے جدا

ہین ابیات خاطر فریب بشر
کہ جن پر فرشتے ہون جان سے فدا

فواصل سے اسباب سے چاق و چست
بندھا جن کا اوتاد سے اک سرا

یہ کیسے گل تازہ پہونچے بہم
نہین عقل مین میری آتا ذرا

بسی مغز مین میرے خوشبوے سیر
مین اسکے نظارہ کا عازم ہوا

غرض مین گیا اور کی اسکی سیر
نظر آیا گلزار معنی کھلا

معنا مین کے گل بوٹے معنی کے بار
بہار البحور عروضی حبا

یہ دیکھی جو کیفیت جان فزا
کہ جس سے مرا غنچۂ دل کھلا

لکھی تب یہ تاریخ اتمام سیر
وہ ہی بادہ صرف لفظ صبا
١٢٩٠ھ

لکھا اعداد از روے ترتیب حرف
کہ تا غنچۂ دل کھلاوے صبا
شمیم سخن کو صبا تھی ضرور
اسی واسطے مادّہ یہ لکھا

از سید تفضل حسین صاحب تفضل دہلوی شاگرد مرزا صابر بہادر

صفا با صفا تذکرہ چون نوشت
زمہ شہرہ اش تا بہ ماہی شدہ
تفضل چہ خوش سال اتمام گفت
کہ جاوید بہ تفضل الٰہی شدہ
۱۲۸۹ ہجری

از منشی رام لال صاحب راحت متوطن ضلع اٹہ مقیم بدایون شاگرد منشی امین لال صاحب گوہر بدایونی

ہے نام انکا مولوی عبد الحی صفا
یہ تذکرہ جنھوں نے لکھا بیمثال ہے
تاریخ کی تھی فکر جو راحت تو بولا دل
بوے صفا شمیم سخن نام سال ہے
۱۲۸۹ ہجری

از منشی عبد الرحمان خان صاحب سحر بنارسی شاگرد مرزا صابر صاحب بہادر

کرد چون نغمہ سرائی بلبل طبع بلند
مست شد عالم بہ اصغاے صدا جانفزا
ہاتف غیبی دم فکر سن تالیف سحر
گفت بار گلشن فکر صفاے با صفا
۱۲۸۹ ہجری

از منشی شتاب خان صاحب سپہر مختار کار عدالت دہلی شاگرد مرزا صابر بہادر

نظر سے جو گذری مری یہ کتاب
کہ ہے غم زدود او سرور انتما
پئے سال تاریخ دل نے سپہر
یہ اظہار قدرت کیا ہی کہا
۱۲۸۹

از منشی نادر علی شاہ خان صاحب شوخ رامپوری ناظر عدالت کلکٹری بنارس

زین تذکرہ شد بہم بدل خوش حالی
مملوست ز حسن و ز قبائح خالی
سال اتمام او نوشتم ای شوخ
بوے گلدستہ خیال عالی
۱۲۸۹

از سید محمد سلطان صاحب عاقل دہلوی شاگرد مرزا صابر بہادر

ابر کلک صفا ترشح کردہ
داد آب بہ باغ فکر بے اندازہ
چون کرد خیال سال عاقل ہاتف
فرمود نشد گلشن معنی تازہ
۱۲۸۹ ہجری

از مولوی فدا حسین صاحب ... از قصبہ دنا ضلع بلند شہر وکیل عدالت دیوانی ضلع علیگڑھ

حمد خدا تاج سرِ مدعاست	دبدبۂ قیصرِ فکرِ رساست
نعتِ نبی گر نبود در کلام	ملکِ معانی نہ پذیرد نظام

ای خوشا نصیب ریختہ گویان ہند کہ صفاے صفوت کیش مروت اندیش
بتقاضاے ہمت والاے خویش با وصف ہجوم معاش ہمعا کہ بیشتر مہر بشر در
کسب آنہا صفحۂ خوان جریدۂ فقدان فرصت است مختہاے دود چراغ خوردن
بر طبع نازک خود گوارا ساختہ بلا رو در رعایت احمدی از سخن سنجان روزگار شیوۂ داد گستری
وحق پژوہی از دست انصاف نداده کہ شیمۂ فطرت بلند وطینت ارجمند است تذکرۂ
سوز و نان حال فرخ فال تالیف نموده است گویا باہوسناکان ذوق اشتہار ہمکنار عرائس
زیباے افکار نو رسیده را سرتا پا مرہون منت شایان فرموده چرا وچگونہ حق شناسان
زمان این مصراع دعائیہ روبروے چنین محسن یاد آرنده اہل حضور وغوایب وارباب
قرب وبعید ورد زبان خود ہا نسازند مصراع ع ای وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی
سبحان اللہ گلدستۂ انجمن است یا شمع بزم سخن گنجینۂ اشعار است یا سفینۂ گوہر آبدار
تاریخی کتاب است یا مجمع احباب تذکرہ ہست یا تبصرہ نسخہ الیست یا اشفار العلیل صحیفہ
الیست یا خوان تحلیل تازه تر گلستان است یا جذر و مد بحر عمان چہ فکر معقول پیدا
کرده اند کہ براے تطابق وتوافق زبان وکلام شعرا عبارت ترجمہ حافلہ سخن آفرین
نیز بزبان اردو برنگاشتن مناسب تر شمرده آفرین براے گزین واندیشہ استوارش
کہ تحریر نثر ریختہ بدو وجہ بسیار دلچسپ ومطبوع افتاده یکے آنکہ فی زماننا در کشور ہند در
جملہ دفاتر ومکاتیب ہمین زبان بمرواج پذیر است دوم آنکہ مناسبت نثر اردو
با نظم اردو خیلے خوشتر وخوشگوار آمد محاوره و روزمرہ بیان را چندان صاف
وشستہ نوشتہ اند کہ جان سلاست بر ہر حرفش شید است وبے اعلا تخلص
مؤلف از صفاے کلام صفا پیداست از انجا کہ خیر الامور اوسطہا کلام خیر وبرکات

واقع شدہ باز ہر آئینہ عامل و پیروان مصدر و مورد ہزار گونہ حسنات میتواند شد بعنوان
پذیرفتہ کتاب مسطور را وسط الحجم مدون کردہ اند نہ طوالت بسیار کہ موجب ملالت خاطر
بینندگان شود نہ چندان اختصار کہ شاربان زلال سخن ہنگام مزاولت آن بہ تعطش مانند
بکار بردہ خداوند الپسند خاطر طباعان ژرف نگاہ باد و از طعن و تعرض کوتہ بینان در پناہ
غریق خجالت انتما نامزد بہ فدا عفا اللہ عنہ درین پراگندگیہاے اوقات اصلا
دماغ سخن سرائی ندارد این چند فقرۂ نادرست کہ بپاس خاطر عاطر ملازمان مؤلف
صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ از کمن قوہ بفعل آمد شکر ایزد توانا بجا می آرد اکنون بر نظم
تاریخی اجتماع این مجموعۂ نادر یادگار دوارد و صادر اختتام کلام است زیادہ ازین
مرجو اغماض از سہو و خطا والسلام

مثنوی

صفا

صفاے سخن سنج نازک خیال — سبق بردہ از ہمسران در کمال
بیاض پراز نظم ہندی زبان — پے خاطر شاعران زمان
زہے تذکرہ گویا ترتیب داد — بعنبر روان بوے ترطیب داد
بسال ہمایون سرانجام یافت — ز پراگندگی زیب فرجام یافت
غریق از تکاپوے فرسنگہا — سنش یافتم تازہ تر رنگہا ۱۲۸۹ھ

از جناب صاحب عالم شاہزادہ رفیع الشان مرزا عمر سلطان بہادر عرف مرزا قیصر بخت بہادر فرزند رشید و شاگرد جناب مرزا قادر بخش بہادر صابر دہلوی مؤلف تذکرہ گلستان سخن

شد چو تجنیز آفرین کلک صفا — این خبر در گوش عالم در رسید
زد رقم تاریخ اتمامش فروغ — آب شیرین از در معنی کشید ۱۲۸۹ھ

از جناب شاہزادہ مرزا مسرت شاہ صاحب بہادر مسرت دہلوی مقیم کانپور

چون تذکرۂ صفا مسرت — دیدیم کمال لطف آمود
تاریخ بجواستیم از عقل — مرآت خیال او بفرمود ۱۲۸۹ھ

از جناب مولانا مولوی محمد یوسف علی صاحب جناب ابو الحامد متخلص بہ یوسف تلمیذ دہلوی اہلکار ریاست بھوپال

شیخ عبد الحی عالی منزلت	صدر دیوان فصیحاے زمن
کز فضائل بہرۂ کافی ربود	حفظ وافی بردہ از ہر علم و فن
زد رقم کلکش نو آئین تذکرہ	یادگار نکتہ سنجان کہن
حال و قال شاعران روشن نمود	ہر ورق را کرد شمع انجمن
سال تدوینش طلب کردم ز دل	گفت شمع مجلس اہل سخن

قطعات تاریخ و تقریظ آغاز و اختتام طبع تذکرہ موصولہ بعد ترتیب تذکرہ

از منشی احسان الحق صاحب احسان تخلص فرزند رشید حضرت فدا

منشی نکتہ دان جناب صفا	شان ہمت شکوہ حلم و وقار
طبع ایشان لطیف و پاکیزہ	سینۂ اوست معدن انوار
خوب کردند تذکرہ تالیف	مثل ارژنگ شد بہ نقش و نگار
کرد احسان چو فکر تاریخش	گفت ہاتف کہ مخزن الاشعار

از جناب شاہ بہاء الدین صاحب بشیر عرف عبد اللہ دہلوی نبیرۂ شاہ نصیر مرحوم

چون صفا شاعر وحید العصر	گل معنی بہ تار فکرت سفت
بہر سالش بشیر ہاتف غیب	گلشن دل پذیر و نادر گفت

از منشی احمد علی خان صاحب بیخود رامپوری

ستایش بے پایان سخن آفرینے را سزد کہ بر زمین پاک بیت اللہ اسم شریف عروض گزاشت و بید قدرت کہ لوح و قلم آراستہ آنست مصرعۂ موزون قامت انسان بر صفحۂ دیوان ہستی نگاشت و شاہ بیت مثنوی رسالت اُمّی لقب را بخلعت خاص ہمہ دانی ممتاز فرمود و بمقولہ انا افصح العرب والعجم بر بلغاے دہر سر فراز۔ غنچہ گل چون در حمدش نکتہ ہاے سر بستہ راند بجز نوالش بدامانش دُر دہانہاے

شمیم افشاند شاہد سخن را بحسن ادائی آفریدہ محبوب دلہا گردید ازین رو بلبل از ورق
گل شعر عاشقانہ انتخاب کردہ و شمع بزم در مرثیہ پروانہ سوز خوانی بعمل آوردہ حربا را
مطلع آفتاب در نظر و شپرہ را مقطع شب سواد بصر طوطی را ترکیب بند نیشکر
ہر دم بدل گذشتہ و قمری مصرعۂ موزون سرو در بیاض خاطر نوشتہ گاہ
ہمطرح سخنوران نازک خیال و دمساز صبح نفسان صافی مقال خصوصاً دانش پناہ
فضیلت دستگاہ کہ از نسبت ذاتش قدر سخن بر اوج افتخار و سر مباہاتش بر سپہر
اعتبار فصاحت زبان درر نثارش زیب حسن بیانہا و بلاغت بیان گوہر بارش
آبروے زبانہا شاعر شیرین سخن ماہر رموز فن سخن شناس و سخن سنج و قدردان
سخن + ذکی فہیم و خردمند صاحب تدبیر + نقاوۂ دودمان شرافت خلاصۂ خاندان نجابت
عزت شعار حکمت دثار عالی تبار کوہ وقار اخلاق حکیم مکرم معظم سر آمد شعرا ر نامدار
سرخیل سخنوران والا اقتدار سراپا آراستہ لطف خدا جناب مولوی محمد عبد الحی
صفا بدایونی وکیل عدالت دیوانی بلاری تلمیذ خاص میان مذاق کہ بہ تالیف نزہت حسن صفا
بالتزام جناب شعرا ریختہ گو اشعار آبدار برچیدہ نگارخانۂ مانی وا نمود ازین کتاب
لاجواب بہ دلربائی اہل فن و ارباب سخن ترتیب فرمود سلاست عبارت و لطافت
معانی و شستگی الفاظ دیدنی ست و بلاغت سخن و حلاوت کلام چشیدنی فصاحت
عبارات و بلاغت فقرات سواد بیاض چشم تماشائی و غرابت استعارات و ندرت
تشبیہات سرگرم دلربائی از روانی عبارات دریاے فصاحت موج در موج
و از بلندی فقرات پایۂ بلاغت اوج در اوج بنفشہ از سطور دلکش با طرۂ طرار گلرخان
دست و گریبان و مشک معنی از نافۂ الفاظ بویاے مشام جان غرضکہ تحریر وصفش
را دفترے درکار بل توصیفش دشوار سخت دشوار ناچار بعد عاجزی سازم
و ختم کلام می پردازم خدایا مولف را مانند سعدی ممدوح جہان کن و تالیفش را بزنگ

گلستان

گلستان و بوستان مطبوع پیر و جوان فقط

از جناب مولانا محمد سلیم الدین صاحب تسلیم نارنولی اہلکار ریاست جی پور

نحمد اللہ کیف ما یرضاہ | و نصلی علی رسول اللہ | نسل یاربنا علی بابہ | و علی آلہ و اصحابہ

تسلیم حیرتم یارب گزیدن راستایم کہ مدح گزیدہ سرایم ــــہ نہ پایانست این را خود نہ آن را ٭ کجا باید کشیدن داستان را ٭ ہمانا چون گزیدہ گزیدن را اثر و گزیدن گزینندہ را ہنر است ہمان بہ کہ بگزینندہ گرایم تا از عہدۂ آن ہر دو ہم برایم **ابیات** ہی گزیندہ گزیدہ کہ ہست ٭ از زئے بغش سخن سر مست ٭ تا دل و دیدہ اش بکار ستی ٭ گلشن فکر را بہار ستی ٭ ہم بہار سخن بہ نکتہ وری ٭ ہم بکار خرد بہ پر ہنری ٭ یادگار زمانہ عبد الحی صین عن شر کل بل الغی ٭ تو خش اللہ ازین جامع الفضائل لامع الجلائل نص صحیفہ مہر و آیت سورۂ وفا مولوی محمد **عبد الحی صفا** کہ از دیر باز با مداد ازل قرعہ بنام افتادہ نقش مراد و امروز وکیل دادگاہ بالا یعنی من اعمال مرادآباد است ــــہ زین رقم تازہ نو ریختہ ٭ نقش نوی از سخن انگیختہ ٭ جنبش کلک است کہ از زندہ کرد ٭ زندہ بود انکہ سخن زندہ کرد ٭ چون مسیح را پایانے و مدح خود شنا یانی نیست اگر بہ ذرہ آیا آفتاب و قطرہ از سحاب گرانمایگیش پرسیدن دارد ہمین نگارین نامۂ سخن پرور دہ نو گرد آوردہ دیدن دارد کہ خزینۂ معنی را سلک در یتیم ست و نام تاریخش را قطعہ از ابو البیان تسلیم

گزیدہ تذکرۂ حضرت صفا کہ در رد	نگر فتہ شاہد معنی طراز رنگ بہار
بنام خویش کہ گوید خبیر ز سال طبع	تصور الشعر است ۱۲۹۹ھ و صورۃ الاشعار ۱۲۹۹ھ

از جناب منشی دیبی پرشاد صاحب سحر سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع بدایون

کیا عمدہ ہی تذکرہ صفا کا	نایاب کلام کل ہی ای سحر
منقوط حروف میں ہی تاریخ	بے خار و خزان یہ گل ہی ای سحر

از جناب مولوی مظفر حسین صاحب صبا خلف الرشید مولانا محمد یعقوب علی صاحب صفا ابو الحامد

ساقی ذرا دکھا دے شراب کہن کا رنگ	رندون کے دل مین دیکھکے جسکو اٹھے امنگ
وہ جام ہو جو غیرت جام جہان نما	لبریز کرکے بادۂ گلرنگ سے پلا

آئی بہار کیجئے انوکھے رنگ سے آئی ہر جگہ نئی بہار دکھائی کوچہ کوچہ سبزہ زار ہو گیا اور درخت درخت سکھن ہزار گلی گلی مین سبزۂ زمرد رنگ کا نرالا سمان ہی تختۂ زمین پر عارض خوبان پری وش کا گمان حق یہ کہ ایسی بہار نہ دیکھی نہ سنی چشم بد دور نرگس آنکھون مین سمائی جاتی ہی موتیا اور چنبیلی کے تختے دیکھکے کسی کی ہنسی یاد آتی ہے لالہ کی بہار نے نرگس مجنون کا رنگ دکھایا ہی سوسن نے کسی نالیدہ لب یاد دلا کے غضب ستایا ہی ع جنون دستے کہ در دشتے رسیدن آرزو دارم ۔ بہار سبزۂ نورستہ دیدن آرزو دارم ۔ وحشت نے آگھیرا جنون نے سر شوریدہ مین شور اٹھایا جنگل کا رستہ لیا قدم قدم پر کانٹون نے قدمبوسی کی بیخودی نے رستہ بھلایا جب دل خضر راہ ہوا تو لے سب تماشا زبان کھلوائی ع ساقی بیار بادہ کہ موسم گل مین شراب دے ۔ خوشبو ہو جس مین مشک ... ایسا کہ بیہوشی آ گئی آنکھین بند منہ کھلا تھوڑی دیر تک پڑے رہے جب ہوش آیا معلوم ہوا کہ یہ بہار حیرت اثر شمیم سخن کا عکس ہی جسے بلبل بوستان معانی ہزار نغمہ سرائے چمنستان شیرین بیانی وحید الدہر فرید العصر منشی محمد عبد الحی صاحب بدایونی نے تازہ رونق بخشی ہی واقعی عجب گلدستۂ زیبا ہی جسکا ہر فقرہ راستی مین سرو آسا ہی تازگی فقرات عبارت مسلسل غیرت گلزار ہی شمیم مضامین نفیس پر باد صبا نثار ہی کتاب عجیب ہی تنہائی مین مونس و حبیب ہی شعرا کی سوانح عمری اسکے خیالات نازک دل غمدیدہ کو سرور بخشتے ہین طبیعت کو شاد کرتے ہین تا کجا تعریف کرون توصیف لکھون شوق نے بیقرار کیا ہی فرط اخلاص نے آمادہ تحریر تاریخ کیا ہی اسی پر اختتام تقریظ کرتا ہون

پوچھا خوشی سے جو کسی نے بڑا اشتیاق	طبع جب مدح ہوا شمیم سخن
بادل خوش صبا نے تاریخ	بولا راحت فزا شمیم سخن ۱۸۸۷ء

از شیخ محمد شرف الدین صاحب ظہور تخلص ساکن قصبہ اندری ضلع کرنال

کسے نے لکھا ہی بتاؤ آبتک	تذکرہ جیسا صفا نے لکھا
اسکی تاریخ لکھو تم یہ ظہور	ہے بہار مخزن اشعار چھپا ۱۲۹۰

از جناب مولوی فدا حسین صاحب فدا رئیس بانی ضلع بلند شہر وکیل عدالت دیوانی ضلع علیگڈہ

تذکرہ ستایش حق جل و علی مین زبان لال ہی وہم بہرین منوال تراجم نعوت قدسیہ حضرت سرور انبیا امر محال ہی ناچار فدا ہیچ مدان نادان ترین از سائر نادانان زمان کچھ باب سخن مین گفتگو کرتا ہی اور بدولت فیض اکتساب صحبت ارباب دانش دم تقریر اظہار مدعا بھرتا ہی کہ سخن سنج معنی پرور مولوی محمد عبد الحی بدایونی متخلص بہ صفا نے ایک تذکرہ شعراے حی القایم لکھا ہی گویا کشتگان دشنہ فکر سخن کو زندہ جاوید کیا ہی حقیقت مین بڑے احسان کی بات ہی اور احباب قریب و بعید کے لئے عمدہ سوغات ہی روزمرہ اردو بہت صاف ہی ترجمہ و تحریر خالی از تعصب و اعتساف ہی اور مولف نے بصرف کثیر رسالہ مذکورہ کو طبع کرا کے گویا نسیم خالص پر رنگ ملا کے نغش چڑھایا ہی شایقان سخن پر حق شکریہ مولف واجب الادا ہی جو کچھ مراتب دعا و ثنا بجا لادین بیجا ہی اس تذکرہ سے یہ نوعیت پیدا ہی کہ اصل تذکرہ سے بجز کلام معاصرین مصنف تذکرہ اہل سلف کو متروک کیا گیا ہی لیکن دیباچہ کو جو خود انکے تذکرہ شعراے سابق کے کلام و حال سے مزین کیا ہی مصنف نے اس تذکرہ کو ۱۲۸۹ ہجری مین مدون کیا ہی چنانچہ مین نے اس زمانہ تالیف کو بذریعہ ان دو قطعات تاریخی کے اس طرز پر موزون کیا ہی

قطعہ اول

ہی یہ طرز نو نیا یہ تذکرہ	شاعران حال کا ہی جس مین حال
پھر اور اک وہان تو بھی فدا	مخزن اشعار اچھا لکھدے سال

قطعہ دیگر

لکھا ہی اک رفیق نے میرے یہ تذکرہ	جسکا ہی نام تحفہ ظاہر ہی اے فدا

لکھا ہی آج مخزن اشعار بے بہا	مین نے بھی سوچ کر سن تالیف فی البدیہہ

پس اب تاریخ تالیف کے بعد تاریخ طبع بھی لکھنا ضرور ہی کہ واسطے یادگار زمانہ انطباع کتاب کے یہ بھی ایک معمولی قدیم دستور ہی گو باستگی نظم و نثر مین فقدان فرصت سے معذور ہون مگر خاطر خواہی سے بھی یہ گستاخی زبان سخن سرا مجبور ارباب بینش عیب پوشی فرماوین یا در اینی والا نہادین سے حرف تعرض زبان پر نہ لاوین اب قطعہ تاریخ طبع پر ختم کلام ہی زیادہ جملہ معمولی والسلام ہی

قطعہ تاریخ

کیا تذکرہ یہ مصنف نے لکھا	ہی جس سے عیان صفائے معنی
پیدا کرے فکر وصف مضمون	یا سے لکھے قلم ثنائے معنی
جو دائرہ ہی کشش سے پر ہی	ہر حرف ہی کہربائے معنی
ہی گرد حروف تازہ اکسیر	یہ نسخہ ہی کیمیائے معنی
مضمون کے لیے شگفتگی ہی	شادابی ہی جو ہوائے معنی
کیا صاف محاورہ لکھا ہی	آئینہ ہے انجلائے معنی
کیا فکر کو فخر فرخی ہی	یان دام مین ہی ہمائے معنی
دیکھا ترے تذکرہ کو مین نے	جانچا ہی پر از بہائے معنی
شایستۂ وصف ہی یہ تحریر	ہی رتبۂ انتہائے معنی
مدت سے ہی ترک فکر گویا	مشکل ہی مجھے ادائے معنی
آہو ہی مرا اعتزال تسکین	دیکھو تو مری خطائے معنی
چھپ جانا کتاب کا تو بیشک	ہان ہی سبب بقائے معنی
مجھکو ہی سال طبع مین اب	درپیش ہی ماجرائے معنی
کافی ہی جو ذہن مین کچھ آیا	ہی گوش مین یہ صدائے معنی
ہاتھ آیا اگر سن مسیحی	حاصل ہوا مدعائے معنی

یہ طول سخن فدا ہی جب	خاموش ہوا ہی فدائے معنی
تاریخ لکھو ز روئے بہجت	ہر نکتہ پر از ضیائے معنی

از منشی گیندن لال صاحب گوہر بدایونی پیشکار عدالت کلکٹری ضلع بدایون

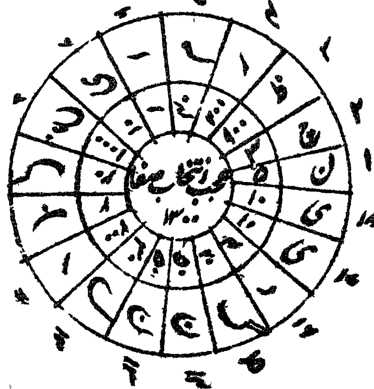
کیا صفا نے انتخاب اشعار کا عمدہ کیا	دیکھکر کہتا ہی جسکو ہر سخنور واہ واہ
عرف معجم مین لکھا گوہر نے یہ مصراع سال	شاعرون کا تذکرہ ہی کیا ہی بہتر واہ واہ

از منشی گلاب سنگھ صاحب مشتاق تخلص سب اوورسیر نہر جدید جمن

لکھا اے صفا واقعی آپ نے		بیان سخندان ماضی و حال
ہی مشتاق جو آپ کا خیر خواہ		سنین طبع کا تھا اُسکو خیال
کہ از روئے بہجت یہ دل نے کہا	وله	ہی بستان نازک خیالان سال
کسنے لکھا ہی تذکرہ ایسا		جیسا تمنے لکھا جناب صفا
ہی زبان پر ہر اک کے یہ مصرع	وله	راحت دل ہی انتخاب صفا
اس گلستان شعر مین دیکھو		گل کھلے ہین نئے نئے کیا کیا
کس کی اس مین سے کیجے تعریف		ہر اک اپنی روش پہ ہی اچھا
غیب سے آئی یہ ندا مشتاق		لکھدے تو نظم از چمن دچھپا

دائرۂ تاریخی از جناب مشتاق موصوف الصدر

نظم یکرنگی
۱۳۰۰



چراغ بلندی
۱۳۰۰

از عالیجناب مولانا ابو محمد عبد الغفور خان صاحب بہادر نسّاخ تخلص
ڈپٹی مجسٹریٹ و کلکٹر ضلع ڈھاکہ صاحب تذکرۂ سخن شعرا و قند پارسی

صفا نے لکھا ہی عجب تذکرہ	کہوں اسکا عرشِ عظیم سخن
کہا سال تاریخ نسّاخ نے	کہ محبوب ہے سال شمیم سخن

ولہ

تذکرہ وہ صفا نے لکھا ہی	ہر قصیدہ اسکا ہے نازشِ سخن
اسکی تاریخ حضرتِ نسّاخ	کہیے زلفِ درازِ سخن

ولہ

صفا نے تذکرہ کیا خوب لکھا	کہوں اسکو بیاضِ حسن معنی
ہوئی تاریخ کی جو فکر نسّاخ	کہا مین نے ریاضِ حسن معنی

ولہ

صفا نے کیا تذکرہ لکھا ہی	کہ اسپہ جان سخن فدا ہی
ہی تذکرہ یا کہ جان مضمون	ہی تذکرہ یا روان مضمون
یہ تذکرہ ہی جہان معنی	یہ تذکرہ ہی جنان معنی
جب سال تاریخ کا جو آیا	تو مجکو نسّاخ نے سنایا
کہ فکر تاریخ مین نہ رہیے	حدیقۂ بے نظیر کہیے

ولہ

اسکی صفت کیا بھلا مجسے بیان ہو سکے	خوب صفا نے لکھا تذکرۂ بے بدل
تھی سنِ فصلی کی فکر جو دل نسّاخ کو	طبع رسا نے کہا تذکرۂ بے بدل

از عالیجناب مولانا ابو الحامد مولوی محمد یوسف علی صاحب
یوسف کامدار ڈیوڑھی والیہ بھوپال

از سواد تذکرہ روشن سواد طبع شد ہر کسے در سال طبعش طبع سنجیدن گرفت	وز خط خوش خط مطبوع خوبان منفعل گفت طبعم داستان شاعران مطبوع دل

از جناب منشی سید احمد صاحب دہلوی مصنف ارمغان دہلی ووقائع ذرانیہ وکنز الفوائد وآردو کشنری وغیرہ

جس گلستان معانی کے پھولون کی بھینی بھینی خوشبو ایک مدت سے ہمارے مشام کو معطر کرنے کی امید بندھا رہی تھی اور ہم جانتے تھے کہ ایک روز گھر بیٹھے اس باغ کی گلگشت سے اپنے دل کو باغ باغ کرینگے - بارے خدا خدا کرکے وہ دن نصیب ہوا کہ شمیم سخن کا چمن عین موسم بہار مین ہمارے سامنے لہلہاتا ہوا دکھائی دیا اور اپنی دلآویز سرسبزی سے ہماری آنکھون کو نور دل کو سرور بخشا اگرچہ ہر ایک گل کے ساتھ خار اور بہار کے ساتھ خزان لگی ہوئی ہی مگر یہ سبزہ زار اس آفت لیل و نہار سے دور ہی جا ہو جتنے گلدستے بنا بنا کر مکان دل کو سجاؤ مگر اس کا ایک پھول بھی کملائے تو ہم جانین - اگر گلچین بدبین نے ہار مانی ہی تو اسی جگہ مانی ہی اور جو ابر دخانی پانی پانی ہوا ہی تو اسی موقع پر ہوا ہی -

اسکی پہلی روش کے پودون پر اگلے زمانہ کے بلبل جابجا بیٹھے ہوے چہچہا رہے ہین اور نظم آردو کی تاریخ کو اپنی نغمہ سنجی سے یاد دلا رہے ہین آگے چلو تو سنہ ۱۲۵۸ ہجری کے موجودہ نامی گرامی شاعر اور اب تک جو اس شریف سلسلہ مین آ گئے ہین وہ اپنی اپنی نشست پر بیٹھے ہوے بزم افروزی فرما رہے ہین -

یہ گلزار ہمیشہ بہار ہمارے دوست مولوی محمد عبد الحی صاحب صفا بدایونی کی آبیاری سے تیار ہوا ہی جن لوگون کو زباندانی کا چسکا پڑا ہوا ہی اور جو اپنی زبان کو پاکیزہ و باصفا بنانا چاہین اُنکے حق مین یہ تذکرہ اکسیر کا نسخہ ہی اور جن لوگون کو سخن سنجون کی یادگار اور اُنکے نتیجۂ افکار کا مزا ہی وہ اسے دیکھین اور بخوبی حظ

اٹھائینگے درحقیقت صاحب موصوف نے وہ کام کیا ہی جو ہمیشہ یادگار زمانہ رہیگا اور
اس عنقریب آنے والے زمانہ مین جس مین اس قسم کی شاعری عنقا کا حکم پیدا کریگی
یہ تذکرہ لطف تازہ دکھا کر دلپر سانپ سا لوٹائیگا اس تذکرہ کے اختتام کی تاریخ جو ہمارے
شفیق منشی ٹھاکر گلاب سنگھ مشتاق نے اپنی اور تاریخون کے علاوہ زیب رقم
فرمائی ہی ہم بھی اُسی پر اس تقریظ کا خاتمہ کرتے اور مولوی صاحب کے حق مین دست
بدعا ہین کہ جس غرض سے ہمارے دوست نے یہ کوشش کی ہی خدا ے تعالے
اُنھین اُس مین بخوبی کامیاب کرے آمین یارب العالمین

تاریخ از حضرت مشتاق

اس تذکرہ مین بیشک اشعار شاعرون کے — لکھے ہین ہان صفانے پر دردو پر رعایت
آواز غیب آئی مشتاق تذکرہ یہ — کیا سوچتا ہی لکھدے ہی مخزن فصاحت

تقریظ از جناب مولانا علی احمد حسین صاحب امجد بدایونی

عندلیب طبع کیون خاموش ہی — پھر بہار آئی گلون کا جوش ہی

مستفسران حالات نوکس اور منتظران دید گلدستۂ سخن کیون تمکو خبر نہین وقت از دست
رفتہ اور تیر از کمان جستہ پھر ملتا ہی ہماری بات سنو کہ عرق ریزی و تحقیق
کامل اور سعی بالغ جناب فضیلت مآب افصح البلغا مولوی محمد عبدالحی صاحب صفا
بدایونی وکیل عدالت دیوانی بلاری نے تذکرۂ شمیم سخن کی بوے خوشگوار سے دماغ
واقفان فن شعر کو معطر کر رکھا ہی یہ تذکرۂ شعراے نوکس کا دامن امید مشتاقان سخن کو
گلہاے مراد سے مالامال کرتا ہی اپنی بھینی بھینی خوشبو سے ایک عالم کو بسا رہا
ہی ہمنے بھی اس بستان بیخزان کی سیر کی ہی تین چمن اپنی اپنی روش پر سجے
سجائے آبیاری حسن ترتیب سے سیچے ہوے پائے اول چمن مین گلزار تاریخ
زبان اردو و نظم اردو لہلہا رہا ہی اپنے نوخیز و دلچسپ گلہاے الفاظ و مضامین سے

مشام ناظرین کو تازگی بخشتا ہی اُس سے آگے چلو تو بلبلان خوشنوا یعنی وہ شعرا جو ۱۲۸۹ ہجری سے پہلے فوت ہو گئے ہین چہچہاتے دیکھو گے وہ اپنی سریلے و دلکش نغمے سے زمانہ کو محو کر رہے ہین دوسرا چمن نونہالان گلستان سخن موجودہ حال کی سرسبزی اور نوخیزی سے آراستہ و پیراستہ ہی تیسرے چمن مین کچھ قمریان خوش گلو اپنے نازک و دلربا ترانہ سے مشتاقون کے کلیجے پر سانپ لُٹا رہی ہین الغرض یہ ہر ایک چمن سرتاپا حسن و خوبی سے آراستہ ہی بندش الفاظ و تراکیب فقرات سے پیراستہ ہی واقعی یہ ایک زبردست تالیف ہی خوبی دیکھنے اور سیر کرنے سے معلوم ہوسکتی ہی بلاغت مضامین و فصاحت الفاظ مؤلف کی خانہ زاد ہی ہر جگہ طرز نو کا ایجاد ہی سیّاح فکر و قیاس اس گلزار بیخار کی پوری پوری توصیف کرنے سے عاجزانہ مجبور ہی جہان گرد وہم و خیال اس بہار بیخزان کی تعریف سے معترف بہ عجز و قصور ہی شائقان و طالبان سخن اگر ہوس گل و گلزار رکھتے ہین تو آئین اور اسکی سیر سے لطف اٹھائین

از جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیرت پوری اہلمد فوجداری ضلع علیگڈہ

باہمہ طرز خوش و خط جلی — طبع شد این تذکرہ دل پسند
گفت مجید از پئے تاریخ طبع — گلشن اسرار دل ہوشمند

از مولوی حافظ حکیم علی احمد صاحب عرف ملقب بہ محمود الله قادری چشتی نیازی مذاقی خلف حافظ علی اسد الله صدیقی بدایونی شاگرد و خلیفہ حضرت مولانا سید ولدار علی صاحب مذاق بدایونی

ربنا شاہد و مشہود — ماجد واحد موجود
حامد المصطفیٰ و محمودہ — شاہد المرتضیٰ و مشہودہ
کل حمد لہ و مدح و رسے — وصلوٰۃ علیٰ نبی ہدے
خاتم الانبیاء و الرسل — ماحی الکفر ناسخ الملل
و علیٰ آلہ و اخوانہ — و علیٰ صحبہ و خلانہ
و علیٰ اولیاء امتہ — و علیٰ اصفیاء امتہ

لسیما الغوث غوثنا المولے ۔ ابن مولی الولایۃ الاعلے
ثم اہدے لے جناب مذاق ۔ تحفۃ المدح مدحۃ المشتاق
ہو شیخی وسید السادۃ ۔ خرق عاداتہ کما العادۃ
خالنا المقتدا و مولٰنا ۔ مرشدی بالرشاد ارشدنا
فاقول المرام یا شعرا ۔ حالکم قالکم بدا بصفا
ہو صدیقی اخی باحبابی ۔ قد حباہ الودود حبابی
ذو تصانیف حاز تصنیفا ۔ ذا الکتاب الجدید تالیفا
بان فیہ تراجم الشعراء ۔ ثم زاد الکلام من فصحاء
ذاک حسن بجزئہ الاول ۔ قلت ما قلت حالہ المجمل
حسن شعر بجزئہ الثانی ۔ زائد عند عبدہ الجانی
ثم اشعار ثالث الاجزاء ۔ بکلام لشاعرات نساء
مثلہ غیرہ بلا شینی ۔ لا اذنی ولا رأت عینی
فجزاہ الالہ خیر جزا ۔ وحباہ القبول فی الدنیا
وعطاہ جزیل آلائہ ۔ زادہ من جمیل نعمائہ

عام طبع الکتاب باحضار
تاریخ الفکر روضۃ الانوار
۱۳۰۰ھ

ولہ

چون ز فضل حضرت رب العلا ۔ از صفا شد جمیع اشعار فصیح
سال تاریخش بہ تالیف کتاب ۔ گفت مذنب فیض گفتار فصیح

دیگر نام تاریخی این تذکرہ ریاض الانوار